صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 23 جون 2003ء بمطابق 22 ربیع الثانی 1424 ہجری صبح دس بجکر چالیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

لَّیۡسَ عَلَیۡكَ هُدٰاهُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ۔

(ترجمہ): نہیں راہ پر لانا تیرے ذمہ نہیں اور لیکن اللہ جسے چاہے راہ پر لاتا ہے، اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا نفع تمہاری جان کے لیے ہے، اور اللہ ہی کی رضامندی کے لیے خرچ کرو، اور جو اچھی چیز تم خرچ کرو گے اس کا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وآخِرُ الدَّعۡوَانا أَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2003-04 پر عام بحث

جناب سپیکر: جناب الحاج محمد ایاز خان صاحب۔

الحاج محمد آیاز خان: بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور فلاحی بجٹ اس ایوان میں پیش کیا ہے۔ ہر معزز رکن کی اپنی رائے ہے۔ میں اس بجٹ کو فلاحی بجٹ اس لئے کہتا ہوں کہ اس میں عام آدمی پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالا گیا اور کئی ایک Relief's دیئے گئے ہیں۔ بجٹ کو ہم نے ایک آنکھ سے نہیں دیکھنا بلکہ دونوں آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک Minus point کو لے کے ہم اچھالیں اور Plus points کا کوئی ذکر نہ کریں۔ تو کئی Relief's اس بجٹ کے فلاحی ہونے کے ثبوت ہیں۔ جناب سپیکر! بعض ممبران نے اس ایوان میں کہا ہے کہ یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے، یہ فاضل بجٹ ہے۔ بجلی کی رائیلٹی کی مد میں جو رقم وزیر خزانہ نے پہلی بار Show کی ہے، یہ ہمارا حق ہے۔ نہ کسی کا حق چھینتے ہیں اور نہ کسی کو اپنا چھیننے دیں گے۔ یہ وفاق کے ذمے ہماری رقم ہے اور ان شاءاللہ یہ رقم پوری کی پوری ہمیں ملے گی۔ اگر اس سے پہلے نہیں ملی تو اس کیلئے وہ کوشش نہیں کی گئی ہو گی جو ہونی چاہیئے تھی اور اس صوبے کی ایک اہم شخصیت اس محکمے کے وزیر ہے۔ ہمیں ان سے توقع ہے کہ ان کی کوششوں سے ان شاءاللہ یہ پوری رقم ہمیں مل جائے گی تو اس لئے یہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ فاضل بجٹ ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر، معاشرے کی ترقی کا دارومدار تعلیم اور صحت سے منسلک ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں تعلیم کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اور صحت کے لئے جو مراعات دی گئی ہیں، وہ یہ بتاتی ہیں کہ اس سے ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ تعلیم عام ہو گا اور جہاں تعلیم عام ہوتی ہے تو وہی ملک ترقی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر، تعلیم کی مد میں فیس تو پہلے سے معاف تھی اب تو یونیفارم اور کتابوں کا ذکر بھی اس بجٹ میں کیا گیا ہے۔ تو اس سے عام آدمی کو بہت فرق پڑے گا۔ Disparity ختم ہو گی۔ اور غریب کا بچہ اور امیر کا بچہ ایک یونیفارم اور ایک ہی چھت تلے تعلیم حاصل کریں گے تو اس سے اور فلاحی بجٹ کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ نابیناؤں کیلئے سفید چھڑی اور ان کی بیواؤں کے لئے، ان کی بیویوں کے لئے سلائی مشین کی سہولت بھی اس بجٹ کا

نمایاں حصہ ہے، تو اس میں اس بجٹ کو جناب والا، ایک فلاحی بجٹ سمجھتا ہوں اور ایک دفعہ پھر جناب وزیر خزانہ کو اس کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: تھینک یو، فلیکس انوسنٹ۔

جناب فلیکس انوسنٹ: شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے مجھے بجٹ پہ بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں ایم ایم اے کی حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے بہت کم اور اس مشکل وقت میں اتنا متناسب اور اچھا بجٹ پیش کیا ہے جس کی بدولت یقیناً غریبوں کو اس بجٹ سے فائدہ ہوگا اور ایک عام آدمی تک اس بجٹ کے فوائد پہنچیں گے اس لئے میں اس بجٹ کو غریب دوست بجٹ کا نام دوں گا۔ ترقیاتی کاموں کا جال صوبے بھر میں بکھر چکا ہے اور موجودہ حکومت نے گزشتہ حکومتوں کے برعکس اپنے اخراجات میں کمی کی ہے اور عوام کے ریلیف میں اضافہ کیا ہے جو ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اسی طرح جیسے ہیلتھ میں، ایجوکیشن میں اور باقی سائیڈز پہ ریلیف دینے کیلئے انہوں نے بہت سی جو رقم مختص کی ہے، وہ بھی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں حکومت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے باقی غریب عوام کیساتھ ساتھ اقلیتوں کو بھی مدنظر رکھا ہے اور اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے دو کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ گزشتہ حکومتوں میں اقلیتوں کو یکسر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ جیسے اقلیتوں کے ایم پی ایز کو، اگر آپ دیکھیں تو ان کو، باقی کو اگر پچاس لاکھ روپے ملتے تھے تو اقلیت کے ایم پی ایز کو پچیس لاکھ روپے ملتے تھے۔ اس دفعہ گورنمنٹ نے اقلیتی ایم پی ایز کو بھی پچاس لاکھ روپے دیئے ہیں، جس کے لئے ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں۔ ایک Clerical mistake تھی، کہ اقلیتوں کے بجٹ میں مسجد کا لکھا گیا تھا لیکن وہ وزیر خزانہ صاحب نے دور کر دی ہے۔ مجھے اس بات کی بھی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے بھائیوں نے، جیسے اپوزیشن کے بھائیوں نے صوبے کے حقوق کے لئے مل کر کام کرنے کا عہد کیا ہے، یقیناً یہ ہمارا صوبہ ہے، اور ہم سب اس کے لئے مل کر کام کریں گے۔ میں صوبے کی تمام اقلیتوں کی طرف سے گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ صوبے کے حقوق کی جنگ میں اور اسلامی نفاذ میں اقلیتی بھی حکومت کے ساتھ ہیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر، اقلیت ایک بہت ہی پسماندہ طبقہ ہے، 95% اقلیت کے لوگ غربت کی لائن

سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جب اسلامی نظام کا لفظ اٹھتا ہے تو بہت سے لوگوں کو اور بہت سے طبقوں کو اقلیت کی فکر لاحق ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کے نوٹس میں اور خاص طور پر یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پریس کے دوست بھی موجود ہیں، ان کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ Foreign Aid میں اقلیت کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اسی طرح این جی اوز جتنے بھی کام کر رہے ہیں، ان میں بھی اقلیت کا کوئی بھی کام نہیں ہے۔ ان دونوں مدوں میں اقلیت کے لئے کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ میں ان کو دعوت دوں گا کہ وہ آئیں، چاہے وہ لوکل این جی اوز ہیں، انٹر نیشنل ہیں۔ یا نیشنل این جی اوز ہیں، وہ انفراسٹرکچر میں، ہیلتھ میں، ایجوکیشن میں، انکم جنریشن میں اور سینی ٹیشن میں اور اسی طرح Drinking Water میں آئیں اور اقلیت میں کام کریں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ وفاق نے بھی اقلیت کو یکسر نظر انداز کیا ہوا ہے۔ وفاق کی بھی کوئی سکیم نہیں ہے۔ جو اقلیتوں کے لئے چل رہی ہو۔ ویسے تو اقلیتوں کے نعرے بہت لگاتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ وفاق نے صرف دو پرائمری سکول اقلیتوں کے لئے بھیجے ہیں۔ اور وہ بھی فاٹا میں۔ ایک مرتبہ پھر میں ایم ایم اے کی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کروں گا کہ اس نے سرحد میں اقلیتوں کو صرف کاغذوں اور نعروں کی حد تک نہیں رکھا بلکہ عملی طور پر ان کے لئے ترقیاتی پیکیج بھیجے ہیں۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: اب میں جس شخصیت کو باضابطہ دعوت دیتا ہوں وہ مولانا محمد مجاہد الحسینی ہیں۔

(تالیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ ہم شیخ رشید کے کہنے پر ان پڑھ لوگ ہیں، اس لئے میں ان پڑھوں کی اصطلاح میں اور اردو بول چال میں بات کروں گا۔ بجٹ انگریزی کا لفظ ہے ہم نہیں جانتے، ہم Tongue اور Tooth کو نہیں جانتے، ہم زبان اور دانت کو جانتے ہیں۔ بجٹ کا خلاصہ دیہاتی بول چال میں یہ ہے کہ خاندان کا سربراہ اپنی آمدنی اور وسائل کو دیکھ کر خاندان کے افراد کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ منصوبے بنائے، یہ ہے دیہاتی بول چال میں بجٹ، لیکن ظاہر بات ہے کہ خاندان میں تربور ولی بھی ہوتی ہے۔ تربور ولی جانتے ہیں۔ آپ لوگ؟

ایک آواز: سنا ہے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: سنا ہے۔ نہیں، یہ آپ کا عمل ہے۔ کچھ "تربور" حضرات یہ کہیں گے کہ یہ بجٹ خسارے کا ہے، کچھ تربور حضرات یہ کہیں گے کہ یہ بجٹ نامناسب ہے۔

جناب سپیکر: مولانا مجاہد صاحب! اختلاف رائے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔

Mrs. Riff at Akbar Swati: Mr. Speaker Sir,

جناب سپیکر: اختلاف رائے آپ کہہ سکتے ہیں "تربور ولی" کی بجائے اور یہ بہت موزوں ہوگا اگر آپ اختلاف رائے کا نام اس کو دے دیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: نہیں، اختلاف رائے نہیں۔

جناب سپیکر: دل میں آپ جو کچھ بھی کہیں۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: پختون ہونے کے ناطے "تربور ولی" ایک بہترین لفظ ہے، (تالیاں/ قہقہے) اس لئے میں مخالفت۔۔۔۔۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: سر! یہ ایک ممبر کی Breach of privilege ہو رہی ہے۔ یہ تربور اور کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر ہم بھی ان کو ڈیڈار کہیں گے۔

جناب سپیکر: پشتو میں تربور چچازاد بھائی کو بھی کہتے ہیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: چچازاد بھائی کو کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: چچازاد بھائی کو بھی کہتے ہیں۔جی!

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں عرض کروں گا کہ کچھ تربور حضرات کہیں گے کہ اس بجٹ کو واپس لے لو، کچھ کیا کہیں گے، کچھ کیا کہیں گے۔ میں سب سے زیادہ مبارکباد اس بجٹ پر اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ یہ واحد بجٹ ہے جو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ڈکٹیشن سے پاک ہے۔ (تالیاں) یہ سب سے پہلا بجٹ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ (مداخلت) کیوں؟ میں کوئی غلط بات کہی ہے۔ یہ واحد۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، مداخلت نہ کریں۔ مداخلت مت کریں مجاہد الحسینی صاحب کو غور سے سنیں۔ جی!

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اس کے بعد پھر یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اپنے وسائل کو دیکھ کر، جو میں اس بجٹ میں کمی محسوس کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے خاندان کے افراد کو وہ چیزیں دی ہیں جو انہوں نے

مانگی ہیں اور جو چیزیں انہیں نہیں چاہیئے تھیں وہ ہم نے انکو نہیں دی ہیں۔ تو یہ ہے کمی لیکن اپنے پاؤں چادر کے مطابق پھیلانے چاہئیں۔ ہماری جتنی چادر تھی اگر ہم اس سے زیادہ پاؤں پھیلائیں گے تو ہمیں مچھر اور کھٹمل کاٹنے لگ جائیں گے اس لئے ہم نے اتنا ہی کام کیا۔ باقی اگر کچھ قصور رہ گیا ہے تو وہ بھی مرکز کا صوبے کو حق نہ دینا ہے اور اس کی وجہ سے کچھ خرابی آگئی ہے، کچھ کمی آگئی ہے۔ ہمارے بعض محترم حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنا حق چھین لیں گے، تو میں کہتا ہوں کہ اگر وہ ہاتھ ڈالیں تو مجھ جیسا بوڑھا بھی ان کا پیٹ تو کم از کم پکڑلے گا۔ (تالیاں) دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم ایم ایم والے صوبے کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہمارے بڑے بھائی بشیر بلور صاحب زبانی داد تو کیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے تو چھوٹے بھائی ہیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: ہمارے بڑے بھائی بشیر بلور صاحب زبانی داد تو کیا ڈیسک بھی نہیں بجاتے۔ تو ہم مجبور ہیں۔ میں پھر سمجھاتا ہوں کہ جب ہم ایم ایم اے والے بات کرتے ہیں تو آپ نے کبھی بھی ڈیسک نہیں بجایا۔

جناب بشیر احمد بلور: میں نے تو ابھی بھی ڈیسک بجایا ہے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: نہیں نہیں، آپ وہ کب کرتے ہیں؟ باقی ہم جانتے ہیں کہ جو سزا ہمیں دی جا رہی ہے وہ صرف ہم ہی جانتے ہیں۔ میں ایک قصہ سناتا ہوں کہ ہندوستان پر انگریزوں کا جب تسلط ہوا تو ایک بدبخت آفیسر تھا جو اس وقت رعب ڈالنا چاہتا تھا اس غلام قوم، ہندوستانیوں پر تو جب بھی کوئی اہلکار یا کلرک اس کے پاس جاتا تو وہ اسے گالی دیتا ایک منچلے نوجوان نے کہا کہ اس کو سیدھا کرنا چاہیئے۔ تو بات یہ طے ہوئی یعنی سارے کلرکوں کے ساتھ معاہدہ ہوا کہ تم باہر تماشہ دیکھنا اور خود اندر جا کر اس نے کنڈی لگا دی اور میز سے رول لے کر اس آفیسر کو پیٹنے لگا اور شور یہ مچا تا رہا کہ ہائے مجھے آفیسر نے مارا ہے، ہائے مجھے آفیسر نے مارا مقدمہ اس کے خلاف ہوا مقدمے میں جج نے کہا کہ معافی مانگ لو اس کلرک سے، اس وقت جج بھی انگریزوں کو سزا نہیں دے سکتے تھے، تو وہ انگریز کہنے لگا کہ Well جوان ہم معافی مانگتا ہے لیکن اندر کی بات یا تم جانتا ہے یا ہم جانتا ہے۔

جناب امیر رحمان: بجٹ ته را شه۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: بجٹ دیے ، یہ بجٹ ہے، بجٹ پر آتا ہوں۔ یہ اس لئے کہ ـــــ

جناب سپیکر: امیر رحمان! آپ مداخلت نہ کریں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: بالکل میں کھلے دل سے مانگوں گا یہ سب بجٹ کی باتیں ہیں۔ صوبے کو جو حقوق نہیں دیئے جارہے ہیں، وہ صرف ہم جانتے ہیں یا وہ جانتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہم نے شریعت بل پاس کیا ہے۔ (تالیاں) پھر بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایم ایم اے نے کیا تیر مارا ہے۔ یہ تو 1991 میں پاس ہوا تھا اور فلاں وقت میں بھی پاس ہوا تھا تو تم نے کیا تیر مارا ہے؟ میں عرض کروں گا بہت ہی عاجزی سے کہ پھر تمہارے پیٹ میں یہ درد کیوں اٹھا ہے؟ اسی وقت تو درد نہیں اٹھا تھا لیکن آج ہمارے اس شریعت بل پر درد کیوں اٹھا ہے؟ یہ مروڑ کیوں پیدا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: درد تو کسی کو نہیں اٹھا ہے یہ بالاتفاق پاس کیا گیا ہے۔ انہیں مبارکباد دینی چاہیئے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں ان معزز ممبران کو مخاطب نہیں کر رہا ہوں۔ جن کے پیٹوں میں درد پڑا ہے میں ان کی بات کر رہا ہوں ـــــ

جناب سپیکر: وقت بہت کم ہے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اس لئے میں صرف اتنا کہوں گا کہ بہترین بجٹ ہے۔ اور بالکل فاضل بجٹ ہے۔ اور ہم یہ کوشش کریں گے کہ عوام نے جسے اب تک نہیں مانگا، وہ بھی ہم ان کو دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری صاحبہ۔

ڈاکٹر محمد سلیم: محترم جناب سپیکر صاحب! میں ایک بات کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری صاحبہ۔

ڈاکٹر محمد سلیم: میں ایک بات کہتا ہوں جی کہ ہم تر بور نہیں ہیں، ہم آپ کے بھائی ہیں۔ پھر بھی بجٹ میں جو اچھی باتیں تھیں، ان کا ہم نے اعتراف کیا ہے، جو کچھ خامیاں رہ گئیں ہیں، آخر انسان ہیں، انسان سے ہی خامیاں رہ جاتی ہیں۔ ایک اور بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اقلیتوں کو دو کروڑ روپے ملے ہیں اور اس میں ایک کروڑ کا یہ ذکر تھا کہ اس سے مسجد بنائیں گے تو اقلیت کی رقم پر مسجد نہ بنائیں۔ ہمارے فنڈز میں سے ایک ایک لاکھ روپے کاٹ کر مسجد بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری صاحبہ۔

ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ سرحد، جناب اکرم خان درانی کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور وزیر خزانہ، جناب سراج الحق کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی انتھک محنت سے اور اتنے شارٹ پیریڈ میں ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب! اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین کے لئے صوبائی حکومت نے نئے سکولز، نئے کالجز اور نئی یونیورسٹی بنوانے کا جو ارادہ کیا ہے تو انہوں نے خواتین کے دل مول لئے ہیں جناب سپیکر صاحب! اسی طرح خواتین ہی کی مد میں ہماری ایم ایم اے کی حکومت نے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے قرضہ سکیم شروع کی ہے۔ جو کہ صوبائی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب! بہت چند ممالک جن میں تھائی لینڈ اور سوئٹزرلینڈ سر فہرست ہیں، ان کی معاشی ترقی کا دارو مدار سیاحت پر ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ہمارے صوبے میں بھی دلکش قدرتی مناظر اور دلفریب وادیاں اور صحت مند مقامات کی کمی نہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ سیاحت کے فروغ کے لئے اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا بلکہ اس ضمن میں جو اقدامات چند سیاسی پارٹیوں کے ورکرز نے اٹھائے ہیں تو وہ تو اس صنعت کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! سائن بورڈز کا توڑنا اسی ضمن میں آتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! سیاحت کے فروغ کے لئے ایک مثبت فضا پیدا کرنا ہوگی تاکہ بیرونی اور اندرونی سیاح صوبہ سرحد میں آکر صوبہ سرحد کے روزگار میں اضافہ کریں اور صوبے کی آمدن بڑھائیں اور اس کے لئے ابلاغ عامہ اور علماء کو مثبت کردار ادا کرنا ہوگا نہ کہ سرکس جیسے صحت مند انٹرٹینمنٹ کے خلاف شور مچانا۔ جناب سپیکر صاحب! میری ریکویسٹ ہے کہ صوبائی حکومت ضمنی بجٹ میں سیاحت کے فروغ کے لئے کچھ مراعات کا اعلان کرے۔ جناب سپیکر صاحب! میری دوسری اہم بات جو میں نے اس بجٹ میں محسوس کی ہے، وہ یہ ہے کہ پرائیویٹ معیاری تعلیمی اداروں کے فروغ کے لئے حکومتی مراعات کا فقدان ہے جناب سپیکر صاحب! حکومتی تعلیمی اداروں کا جو حال ہے، وہ تو آپ سب جانتے ہی ہیں۔ اور اس کی سب سے بڑی مثال گورنمنٹ گرلز سکولز اور کالجز ہیں، جہاں پڑھائی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں سمجھتی ہوں کہ حقیقی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے آئے دن سرکاری

مدات میں نئے سکولز، نئے کالجز اور نئی یونیورسٹیز کھولنے کے لئے ایک بھاری رقم خرچ کی جاتی ہے اور میں اس کو صحیح قدم نہیں کہوں گی۔ بلکہ یہی رقم اگر پرائیویٹ معیاری تعلیمی اداروں پر خرچ کی جائے تو صوبے بھر میں معیاری تعلیم ممکن ہو سکے گی۔ کیونکہ اب پرائیویٹائزیشن کا دور ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں یونیورسٹیز اور میڈیکل کالج کی سطح پر علیحٰدہ خواتین کے اداروں کے حق میں نہیں ہوں اور اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس سٹیج پر جب لڑکیاں پہنچتی ہیں تو ان کے ذہین پختہ ہو چکے ہوتے ہیں اور وہ اپنے اچھے اور برے کی پہچان سمجھتی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! وہ مردوں کے شانہ بشانہ پڑھ کر خود میں خود اعتمادی پیدا کر سکتی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہیں اور اس کے بغیر گاڑی کا چلنا بھی مشکل ہے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ خود ہی بتائیں کہ میڈیکل کالجز اور یونیورسٹیز میں کئی لڑکیاں جو زیور تعلیم سے آراستہ ہوتی ہیں تو ان میں کثیر تعداد ان لڑکیوں کی ہوتی ہے۔۔۔۔

Mr. Speaker: Order, please.

ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری: جن کے سرپرست اعلیٰ علماء، مشائخ اور عالم فاضل ہوتے ہیں وہ ان کی بیٹیاں ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! کیا اس مخلوط تعلیم کی وجہ سے ان کی بیٹیوں کی شخصیت اور کردار پر کوئی منفی اثر پڑا ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے اور اگر پڑا ہے تو خدارا آپ مجھے بتا دیجئے۔ جناب سپیکر صاحب! خواتین آبادی کا نصف حصہ ہیں اور اس نصف حصہ میں سے یونیورسٹیز سے کئی میڈیکل کی سٹوڈنٹس نکلی ہیں، کئی انجینئر بنی ہیں، کئی نے ماہر تعلیم میں پوزیشنز حاصل کی ہیں، کئی سائنسدان بنی ہیں، قانون دان بنی ہیں، تو یہ اسی وجہ سے ہیں کہ وہ یونیورسٹی کے لیول پر اپنے آپ کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! خواتین ہی کے بارے میں آئے دن جو بیانات، جو احکامات، جو کاروائیاں اور ان کو صحیح مقام دینے کی جو باتیں ہو رہی ہیں، جناب سپیکر صاحب، فحاشی کے نام پر بورڈ توڑے جا رہے ہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ کسی لیڈر نے اور کسی بھی علماء نے معاشرے میں پائی جانے والی خواتین کے ساتھ ان زیادتیوں کا نوٹس نہیں لیا جو سر فہرست ہیں۔ خواتین کو جائیداد سے محروم کرنا، لڑکیوں کی شادی کے عوض والدین کا رقم وصول کرنا، عزت کے نام پر عورت کا قتل و غارت "سورہ" جیسی ظالمانہ حقیقت کے خلاف آواز نہ اٹھانا۔ جناب سپیکر صاحب! میں چاہتی ہوں کہ بجائے ضروری اور غیر ضروری مہم کے اور بیانات کے، ان لعنتوں کو ختم کرنے کے لئے ایک ٹھوس قدم اٹھایا جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب

ہمارے علماء شریف، ہمارے ابلاغ عامہ، ہمارے ممبران اسمبلی اور حکومت اس کام میں مین کردار ادا کریں۔جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز۔

ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری: ہمارا صوبہ منشیات میں گھرا ہوا ہے اور یہ سب پر عیاں ہے۔اس پر قابو پانے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے ہیں۔جناب سپیکر صاحب! میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ ایم ایم اے کی حکومت صوبہ بھر کی تمام مساجد کے امام صاحبان کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ ہر جمعہ کو عوام میں منشیات کے خلاف، ملاوٹ کے خلاف، کم تولنے کے خلاف، علاقے کی صفائی کی بابت، وقت کی پابندی، چوری اور سچ بولنا اور اسی طرح سے رشوت اور کرپشن وغیرہ کی باتیں لوگوں تک پہنچائیں۔اس طریقے سے معاشرے میں یہ برائیاں ختم ہو جائیں گی، کیونکہ ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہمیشہ امام مسجد کی بات کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ، ایم ایم اے کی حکومت خدا کرے کہ یہ بہت عرصہ تک چلے، یہ تمام برائیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں گی، شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو، تھینک یو۔زبیدہ خاتون صاحبہ! آپ تقریر کرنا نہیں چاہتی؟

(مداخلت)

جناب سپیکر: ہو چکی ہے۔اچھا، نرگس زین صاحبہ۔۔۔۔۔

محترمہ نرگس زین: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کی اجازت پر میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ صوبہ سرحد مقابلتاً ایک پسماندہ صوبہ ہے اور اس کے وسائل بہت ہی محدود ہیں۔عام آدمی کی اوسط آمدنی بہت ہی کم ہے لیکن اس کے باوجود مجموعی طور پر جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، وہ بہت ہی خوش آئند ہے۔میں اس کے لئے وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بڑی کاوش اور بڑی محنت کی ہے۔جناب سپیکر! مرکز اور صوبائی حکومتوں کی طرح سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں پندرہ فیصد اضافہ ایم ایم اے کی حکومت کا ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے حالانکہ ان کے وسائل ہم سے زیادہ ہیں لیکن پھر بھی ان کے برابر اضافہ کر کے یہ بہت ہی احسن اقدام ہے ایم ایم اے کی حکومت کا اور مجھے امید ہے کہ سرکاری ملازمین اب دلجمعی کے ساتھ سرکاری

فرائض ادا کریں گے اور بد دیانتی اور سستی کو پاس نہیں آنے دیں گے۔ جناب والا! دوسرا ایک اہم اقدام خواتین کی ترقی اور تعلیم کے لئے اٹھائے گئے اقدامات ہیں۔ میرا اشارہ خواتین یونیورسٹی اور میڈیکل کالج کی طرف ہے۔ اگرچہ خواتین کی آبادی کے لحاظ سے یہ بہت ہی کم ہیں اور کم از کم ڈویژن کی سطح پر ایک یونیورسٹی اور ایک کالج ہونا چاہیئے۔ میں امید کرتی ہوں حکومت سے کہ وہ ان شاءاللہ تعالیٰ (تالیاں) ایسے اقدامات اٹھائے گی اور کم از کم اس بات سے الحادی قوتوں کا یہ پروپیگنڈہ ختم ہونا چاہیئے کہ اسلامی حکومت کے داعی خواتین کے حقوق کے لئے کچھ کرتے نہیں۔ حالانکہ اس بات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم خواتین کے حقوق کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ جناب والا! بجٹ کا ایک اور احسن پہلو اس کی صحت پالیسی ہے جس میں ایک فنڈ قائم کر کے پانچ مہلک اور موذی بیماریوں کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میری حکومت سے درخواست ہے کہ وہ غریب خواتین کے علاج معالجے کے لئے بھی ایک خصوصی پیکج رکھیں اور جناب سپیکر، اسی طرح چکدرہ کے مقام پر ملاکنڈ یونیورسٹی کے قیام کے لئے 25 ملین کی گرانٹ کا اعلان کیا گیا ہے اور دیر میں ایک انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے لئے بھی رقم مخصوص کی گئی ہے تو اس سلسلے میں میری حکومت سے درخواست ہے کہ سوات میں جہانزیب کالج، ایک پوسٹ گریجویٹ کالج ہے، اگر اس کو بھی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے تو یہ احسان ہوگا سوات کے لوگوں پر (تالیاں) اس کے علاوہ خواتین کے حوالے سے تو میری بہنوں نے بھی کافی کچھ کہا ہے، میں حکومت کو ایک متوازن اور فاضل بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں اور انشاءاللہ تعالیٰ امید رکھتی ہوں کہ اس سلسلے کو مزید اور آگے بڑھایا جائے گا، شکریہ جی۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you, Tariq Khattak, Sahib.

انجینئر محمد طارق خٹک: نحمد ھو و نصلی و علیٰ رسول الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ جناب سپیکر صاحب! پہلے میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ پر پچھلے چار دنوں سے بحث جاری ہے۔ مختلف۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مین تو پہلے ہی آپ کو موقع فراہم کرنا چاہتا تھا لیکن عبدالاکبر خان نے کہا کہ بس صرف میں ہی کافی ہوں۔

انجینئر محمد طارق خٹک: (قہقہہ) اور مختلف معزز اراکین نے اس بجٹ پر اپنی رائے کا اظہار کر دیا، کچھ اراکین نے بجٹ کو الفاظ کا ہیر پھیر گردانا ہے اور بعض حکومتی اراکین نے بھی بجٹ کے بعض حصوں سے اختلاف کیا لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اپوزیشن کا کردار اس طرح ہونا چاہیئے کہ حکومت کے ہر کام کی مخالفت نہ کرے بلکہ اپوزیشن اور حکومتی ارکان دونوں کا یہ نصب العین ہونا چاہیئے کہ ہم بجٹ میں کچھ ایسے عوامل شامل کریں جن سے ہمارے غریب عوام کو ریلیف میسر ہو سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض اراکین ایم ایم اے کی حکومت کو کچھ اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ سارے کام تھوڑے وقت میں کر سکے جو کہ ناممکن بات ہے۔ میں ذاتی طور پر ایم ایم اے کی حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہر محکمے میں کچھ بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے تب ہم یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ پچھلی حکومتوں اور ایم ایم اے کی حکومت میں کیا فرق ہے، مثلاً میں انتظامی محکموں کی طرف آتا ہوں کہ انتظامی محکموں کو ایک ڈیڈ لائن دینی چاہیئے جس کی تفصیل کا بعد میں ذکر کرونگا کیونکہ ان بنیادی تبدیلیوں کے بغیر پچھلی حکومت اور اس بجت میں جو کہ ایم ایم اے کی حکومت نے پیش کیا ہے، کوئی فرق نہیں لیکن یہ بنیادی تبدیلیاں اس بات کی غمازی نہ کریں کہ مغربی ممالک اور امریکہ اس سے بنیاد پرستی کے اشارے لے لیں اور، کیونکہ مغربی ممالک اور امریکہ، اگرچہ بعض غیر اسلامی اور غیر اخلاقی کاموں کے باوجود ہمارے لئے علم کے منبع ہیں اور ہم ان کے تجربے اور علم سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان ملکوں نے اپنے عوام کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ اس لئے میرا یہ مطلب ہے کہ ہر کام میں ہم ان کے دست نگر ہیں اور جب بجٹ بھی بناتے ہیں تو ان سے فنڈز کی توقع کرتے ہیں۔ جب کسی چیز پر ہم بحث کرتے ہیں تو ان سے توجہ طلب کرتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں جب چرچل کسی حکومت پر حملہ کرتا تھا تو پہلے پوچھتا تھا کہ اس ملک میں انصاف ہے کہ نہیں؟ اگر انصاف ہوتا تو وہ علحیدہ لائحہ عمل اختیار کرتا کہ اس ملک پر حملہ کیسے کیا جائے کیونکہ جس ملک میں انصاف ہو، اس ملک کو آسانی کے ساتھ توڑا نہیں جا سکتا۔ ہمارے جامعہ اظہر کے مہتمم جب یورپ اور امریکہ کے دورہ سے اس دن آئے تو اخبار نویسوں نے پوچھا کہ ملک مصر میں اور مغربی ممالک میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا؟ جو انہوں نے جواب دیا کہ وہاں پر جو غیر اسلامی کام ہیں، وہ تو اپنی جگہ پر لیکن ہر محکمے اور ہر چیز میں میں نے انصاف اور عدل پایا جس کی وجہ سے یہ ممالک ترقی کی منازل پر گامزن ہیں۔ آج کل

آپ دیکھ رہے ہیں مرکزی حکومت میں ہماری ٹرائیکا یعنی فوج، عدلیہ اور سیاستدان پھر آپس میں الجھ پڑے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں کافی تشویش پائی جاتی ہے کیونکہ ہماری ٹرائیکا اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ انصاف نہیں کرتا، مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی حدود نہیں جانتے ہیں۔ جیسے میں عرض کیا اس بجٹ میں بھی انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ ہمارے صوبے میں چوبیس اضلاع ہیں۔ بعض اضلاع کو بہت زیادہ ترقیاتی فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جبکہ بعض ضلعوں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے جس طرح کہ ضلع نوشہرہ اور بونیر ہیں۔ (قہقہے) جس کی وجہ سے مجھے۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر</u>: ان کو زیادہ دیا گیا ہے کہ نظر نظر انداز کیا گیا ہے؟

<u>انجینئر محمد طارق خٹک</u>: جس کی مجھے ایم ایم اے کی حکومت سے توقع نہیں تھی۔ میں ضلع نوشہرہ سے تعلق ہونے کی بنا پر یہ ضرور کہونگا کہ ضلع نوشہرہ کو ہر قسم کے ترقیاتی کاموں میں یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگر بعض ضلعوں کو اربوں روپوں کی سکیمیں دی گئیں ہیں لیکن ضلع نوشہرہ کو کروڑوں کی سکیمیں بھی نہیں دی گئی ہیں۔ اگر کوئی سکیم دی گئی ہے تو وہ مثلاً دو کروڑ کی سکیم ہے تو پورے سال کے لئے اس سکیم کے لئے دس لاکھ یا پانچ لاکھ روپے دئے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو وہ سکیم تو پھر چالیس سال میں مکمل ہو گی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: اس سلسلے میں عبدالاکبر خان آپ سے اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ مجھے روپے دے دیں، بس دے دیں۔

<u>انجنئر محمد طارق خٹک</u>: (قہقہہ) ہمارے سینیئر منسٹر، سراج الحق صاحب کی پارٹی کے روح رواں، جناب قاضی حسین احمد صاحب بھی نوشہرہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے ہمارے ضلع کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا۔ اس کے علاوہ مختلف انتظامی محکمے، میں کہتا ہوں کہ ان کی اصلاح، میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے تو پیسے مختص کئے گئے ہیں لیکن ان کی اصلاح کے لئے کوئی پیسہ مختص نہیں کیا گیا مثلاً انتظامی محکمے ہیں ان کو اگر کوئی آرڈر مل جاتا ہے مثلاً انتظامی محکمے ہیں ان کو اگر کوئی آرڈر مل جاتا ہے مثلاً کسی اپوائنٹمنٹ کے لئے، کسی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے، تو وہ بے چارے لوگ کلرکوں اور

رشوت کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ اور وہ لیٹر تب تک وہاں سے نہیں نکلتا جب تک رشوت ادا نہ ہو اس کے لئے ایک ڈیڈ لائن مقرر ہونی چاہیئے کہ تین دن کے اندر اندر مثلاً ایک لیٹر چیف منسٹر کی طرف سے جاتا ہے تو وہ بندے کو یعنی عوام کے ایک فرد کو میرے خیال میں تین چار دن میں ملنا چاہیئے۔ دوسری بات تعلیم کے محکمے کی طرف آتا ہوں، اس میں پرائمری سکولوں، مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں یہاں تک کہ یونیورسٹیوں کے بنانے کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں، سفارشات کی گئی ہیں۔ 9873 نئی آسامیاں پیدا کی گئی ہیں تاکہ بے روزگاری پر قابو پایا جاسکے۔ لیکن تعلیم کے موجودہ نظام میں اصلاح کے لئے نہ کوئی تجویز دی گئی ہے اور نہ کوئی اس کے لئے روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر گاؤں میں، میں جب جاتا ہوں تو ہر گاؤں میں ایک ایسا پرائمری سکول یا ایسا مڈل سکول بھی ہوتا ہے جس میں استاد نہیں ہوتا تو اساتذہ کی حاضریاں یقینی بنانے کے لئے لوگوں کی تعلیم کی طرف توجہ اجاگر کرنے کے لئے میرے خیال میں اس پر کافی کام کرنا چاہیئے اور اس پر ریفارمز کمیٹی بنانا چاہیئے تاکہ موجودہ تعلیم کا نظام ہمیں اچھی طرح بچے تیار کرکے دے سکے۔ اس کے علاوہ (تالیاں) تعلیم کے محکمے میں ریسرچ کے لئے اور ایسی قابل Out standingسٹوڈنٹس کے لئے وظائف کا کوئی بندوبست یا اس کے لئے کوئی تجویز نہیں دی گئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انجینئر محمد طارق خٹک صاحب، میرے خیال میں مختصر کریں۔

انجینئر محمد طارق خٹک: ایک منٹ جی، اس کے علاوہ پولیس کے محکمے میں تین سو آسامیوں کی سفارش کی گئی ہے۔ مختلف پولیس سٹیشن اور پولیس پوسٹوں کی تعداد بڑھانے کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں لیکن پولیس کا جو موجودہ نظام ہے وہ میرے خیال میں عوام کو کوئی ریلیف نہیں دے سکتا۔ ایک غریب آدمی اگر تھانے جاتا ہے تو پولیس والے اس کی ایف آئی آر تک درج نہیں کرتے۔ میری تجویز ہے کہ ہر گاؤں میں ریفارم کمیٹی بنانی چاہیئے اور گاؤں کے مسئلے گاؤں کے اس کمیٹی کے ذریعے حل کرنے چاہیئے اور پولیس کو اس کمیٹی کا جوابدہ ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

انجینئر محمد طارق خٹک : ایک منٹ جی، اس کے علاوہ جی، سی اینڈ ڈبلیو کو مختلف ترقیاتی کاموں کے لئے اربوں روپے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دا د وہ منتہ، قربان خان د طرف نہ واخلہ۔

انجینئیر محمد طارق خٹک: ورکس اینڈ سروسز کے محکمے کو اربوں روپے دیئے گئے ہیں تاکہ وہ صوبہ سرحد میں ترقیاتی کام کرسکے لیکن اس کے پہلے چلانے اور اب چلانے کے طریقہ کار میں واضح تبدیلی کے لئے کوئی تجویز سامنے نہیں آئی۔ کیونکہ اس میں اب بھی 14.75% کمیشن چلتا ہے۔اور میرے خیال میں پھر زیادہ سے زیادہ پیسہ اس طرح چلا جاتا ہے۔اس کے علاوہ جی معدنیات کا جو اہم شعبہ ہے ہمارے صوبہ سرحد میں تو صوبہ سرحد ہماری معدنیات کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے اور میرے خیال میں اس سے ہمارے صوبہ سرحد کی تقدیر بدل سکتی ہے تو اس کے جامع پروگرام کے لئے کوئی پیسہ مختص نہیں کیا گیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

انجنئیر محمد طارق خٹک: ایک منٹ جی،ایک منٹ۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔۔

انجنئیر محمد طارق خٹک: تو میرا مطلب یہ ہے کہ ایم ایم اے کی حکومت کو پہلے بھی میں نے ایک دفعہ تجویز دی تھی کہ تجربہ کار ایم پی ایز کی ایک کمیٹی بنانی چاہیئے تھی اور ہر ایم پی اے سے اپنے علاقے کے مسائل کا پوچھنا چاہیئے تھا اور ہر حلقے اور ہر ضلع کونسل کے لئے اس کے مطابق فنڈز مختص کرنا چاہیں تھے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ۔بشیر احمد بلور صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر صاحب! ایک بہت اہم بات کرنی ہے اس کے لئے ایک منٹ چاہئیے۔

جناب سپیکر: بنہ مجاہد صاحب، بشیر بلور

جناب بشیر احمد بلور: ۔ھغوی، مہربانی اوکڑئی۔

جناب سپیکر: بشیر صاحب! زما پہ خیال ٹائم ورلہ ورکڑئے جی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں آپ (جناب بشیر احمد بلور) سے درخواست کرتا ہوں مجھے ایک منٹ دے دیں (قہقہے) جناب سپیکر صاحب! وہ اہم بات یہ ہے کہ، سپیکر صاحب، میری بات آپ سنیں۔ وہ اہم بات یہ ہے کہ ہمارے تربور صاحب نے بجٹ میں یہ بات بھی کی تھی کہ گورنر صاحب اور چیف منسٹر صاحب کے خرچ پر کنٹرول کیا جائے تو میں کہتا ہوں ہم نے تو چیف منسٹر صاحب کے گھر، فرنٹیئر ہاؤس وہ "صحبت" کھائی ہے،" صحبت" آپ جانتے ہیں وہ روٹی کو شوربے میں ڈال دیتے ہیں تو اس سے زیادہ اور کتنا خرچ کم ہو گا؟ کیا ہم گھر سے روٹی لا کر ان کے ہاں کھائیں؟ گورنر صاحب کو تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جناب سپیکر: جی، بشیر احمد بلور صاحب۔ چې

جناب بشیر احمد بلور: ډیره مهربانی سپیکر صاحب۔ زه ستاسو مشکور یمه۔ سپیکر صاحب! زما یو عرض دے چه پرون اخبار کښې یو خبرې راغلې وو، په فلور آف دی هاؤس ما یو کوسئچن کړے وو د ایجوکیشن منسټر نه چې زما په حلقه کښې دوه سکولونه دی چې د دې Up gradation پکار ردے نو دوی مهربانی اوکړه او زما د سوال په جواب کښې ئے اووئیل چې هغه مونږه Up grade کوو او د دویم باره کښې دوئی اووئیل چې په هغې باندې هم سوچ کوو هغه به هم اوکړو او بل اخبار کښې دا هم راغلې دی چې یو ټیوب ویل چې دے، هغه سپیشل ډائریکټیو چیف منسټر صاحب کړے دے زما په حلقه کښې باوجود د دې نه چې هغه ټیوب ویل چې دے هغه ټاؤن ون Already خوشحال پاکستان نه هغې د پاره پیسے مختص کړی دی او ساړھے آٹھ لاکھ روپئے دی۔ په ساړھے آٹھ لاکھ روپے باندې ټیوب ویل نه جوړیږی۔ هغه دومره زیات دے، هغه ټیوب ویل خراب شوې وو د هغې په ځائے د بل بور د پاره هغه ساړھے آٹھ لاکھ روپے مختص شوې دی۔ زما په دې باندې استحقاق هم مجروح کیږی۔ زما په حلقه کښې یو سړے پاخې او هغه وائی چې ډائریکټ د چیف منسټر صاحب نه دا دا مے اوکړل نو زه دا منسټر صاحب ته درخواست کومه چې دوئی دا فلور آف دی هاؤ اً باندې اووائی چې زما په کوئسچن باندې هغه Up gradation شوې دی۔ د بل چا په وینا نه دی شوې نو زه به مشکور یمه۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر صاحب۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه سپیکر صاحب! واقعی بشیر بلور صاحب چې څه وائی جی دوئی کوئسچن راوړو او مونږ ورسره کمټمنټ کړے وو او ورته مے وئیلی وو چې او دا Feasibleدے او تاسو ته به سکول Up gradeکړو۔

جناب سپیکر: جی مہربانی۔ ډیره مهربانی۔ قلب حسن صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ نہیں میں نے تو بار بار آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ موجود نہیں تھے۔

سید قلب حسن: اجازت دے جی۔

جناب سپیکر: بس اجازت ہے پانچ منٹ کے لئے۔

سید قلب حسن: څه شته خو نه خو خیر۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ډیره مهربانی سپیکر صاحب۔ تاسو یقین اوکړ ئی څه د درے څلورو ورځو نه زه خپل بجټ کښې خپله حلقه لټوم خو ما ته ملاویږی نه۔ څه زمونږه رونړه دا هم خبرے کوی چې یره دا ډیر ښه بجټ دے او انصاف باندې شوې دے او فاضل بجټ دے۔ بهرحال ما ته صرف د یو څیز افسوس دے چې زمونږ سینیئر منسټر سره میټنګ شوې وو، هغې کښې هغوې مونږه ته هدایت کړے وو چې تاسو خپل تجویزونه ، اے ډی پی تاسو خپل Concerned افسرانو سره ملاؤ شئ۔ درے ورځے مونږ په هغه مسئلے پسے مختلف ډیپارټمنټس سره ملاؤ شو او ما ذاتی طور باندې هغه اے ډی پی جوړه کړله۔ سینیئر منسټر صاحب خو مصروف هم دے چا سره په خبرو کښې خو زه ---

جناب سپیکر: پلیز مولانا صاحب، جی قلب حسن خان۔

سید قلب حسن: خو زه لکه دے څیز باندې حیران یم، د سینیئر منسټر صاحب لږه غوندې توجه غواړم چه مونږه هغه اے ډی پی، چې تاسو مونږه ته کوم ډیډ لائن راکړے وو چې هغه دیکښې تیاره کړئ او فوراً پښاور ته راوړئ او مونږ هغه دوه درے ورځو کښې سوال او زاری هغه افسرانو ته اوکړه چې یره زمونږه دا مسئله حل کړئ۔ دا کوهاټ کښې مسائل دی، هغه مونږه دلته کښې دوئی ته حواله کړل خو تاسو یقین اوکړئ ، درے څلور ورځو نه زه په دې کتابونو کښې لټوم، زما حلقه کښې هیڅ هم نشته۔ اوس کوئسچن دا دے ، دلته کښې لکه د سکولونو ذکر

تاسو کړے دے څه د " 208پرائمری سکولوں کو مڈل سکولوں کے درجے میں تبدیل کرنا"۔ هم دغسې 200 مډل سکولونه ، هائی سکولونه دی۔ اوس که تاسو لږ غوندې دے څیز ته توجه ورکړئ چې یره دیکښې زما حلقه کښې څه شئ دے ؟ آیا دا 200 سکولونه دی، دیکښې به یو پینځه سکولونه زما په حلقه کښې وی؟ تاسو د ډیم ذکر کړے دے ، هغه ډیم د شوکت حبیب په حلقه کښې دے۔ زما عوام به زما نه تپوس کوی چه ستا په حلقه کښې څه شئ شوې دے ؟ منسټرصاحب د پارټئ خبره نه ده، د انصاف خبره ده۔ هم دغسې تاسو لیکلی دی چې" 718 اضافی کمروں کی تعمیر" به کوؤ۔ دیکښې اوس مونږ ته پته نه لږی چه یره دیکښې، لکه ماته څه ښکاری نه چې زه تاسو سره په دې شئ باندې ډسکشن اوکړم بلکه د کوهاټ هسپتال په باره کښې به زه خصوصی تاسو ته عرض اوکړم چې کے ډی اے هسپتال یو خطیر رقم سره جوړ شوې دے او د پاره چنار نه اونیسه تر کرک بنوں پورے دومره بهترین بلډنګ، ما منسټر صاحب ته دعوت هم ورکړے وو چې په هغه علاقه، جنوبی اضلاع کښې نشته۔ بدقسمتی دا ده چه مشینری، هر یو شئ راغلې دے او هغه په کمروں کښې بند پراته دی او مونږ ته سټاف نه ملاویږی۔ هغه د کروړونو روپو مشینری ضائع شوله او بدقسمتی دا ده چې د هنګو نه، کوهاټ ، مختلف علاقو نه، کرک نه خلق په دې نیت سره راشی چې کے ډی اے هسپتال جوړ دے او چې هلته لاړ شی نو هغه یو عام بی ایچ یو کښې هیڅ فرق نشته۔ اوس مونږ په دې نه پوهیږو سپیکرصاحب، چه دوه درے کسانو ماته اووئیل چې یره ته به په بجټ باندې خبرې کوے او که نه کوے ؟ نو تاسو دورمره په مینه سره سترګے هم غړوئ، Smile سره۔۔۔۔

جناب سپیکر: ډیره مهربانی۔

سید قلب حسن: زمونږ هیڅ قسم، زه به تاسو ته دا یو ریکویسټ اوکړم، یو تجویز دے زما ، ستاسو خپله مرضی چې څه کوئ خو بهترین انصاف دا دے چې د بجټ تاسو ته پته ده چې تاسو سره څومره بجټ دے ، 124 ممبران دی او انصاف داسې مشکل کار نه دے چې دے باندې به تاسو نه پوهیږئ۔ پکار دا دی چې ټولو سره انصاف اوشی۔ داسې حلقے هم شته دے چې هغې کښې ایک ارب روپئ،

روږز، زما په علاقه کښې يو روډ نشته، يعنی دا ځومره د افسوس خبره ده ۔ د اوبو پرابلم ماته دے، د بجلئ پرابلم ماته دے، د انصاف تقاضا خو دا ده چې مونږ تاسو ته د دې وجے نه ريکويسټ نه کوؤ چې دا تاسو دېکښې Revise نه کړئ، تاسو خپله دے باندې غور او کړئ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید قلب حسن: او خدائے رسول مينځ کښې کېږدوئ او بس ډيره مهرباني۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ یاسمین خان صاحبہ۔

محترمہ یاسمین خان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر، شکریہ۔ بجٹ کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے ایک بات بھی کہہ دوں کہ ایم ایم اے کی کامیابی دراصل اس نظام کی کامیابی تھی اور ہے کہ جس کا خواب صوبہ سرحد کے عوام بہت عرصے سے دیکھ رہے تھے۔ یہ ایک مکمل اسلامی، فلاحی اور معاشی طور پر ترقی یافتہ معاشرے کے قیام کا آغاز ایم ایم اے نے سب سے پہلے نفاذ شریعت کا بل متفقہ طور پر پاس کروا کر کر دیا تھا اور اب صوبے کی خوشحالی اور ترقی کے لئے حکومت نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ بجٹ عوام دوست ہو، اس کے لئے انقلابی اقدامات کر کے خسارے کے بجٹ کو فاضل ٹیکس فری بجٹ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، بجٹ میں خاص طور پر وومن یونیورسٹی، وومن میڈیکل کالج، بینک آف خیبر کی مائیکرو فنانس سکیم کے تحت جاری ہونے والے قرضے اور اس کے علاوہ جو نئی آسامیاں نکالی گئی ہیں، وہ میں سمجھتی ہوں بجٹ میں خواتین کے لئے ایک خوش آئندہ حصہ ہے اور سب سے جو Important departments ہیں یعنی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے، آپ دیکھیں کہ ایک Health Endowment Fund قائم کر کے غریبوں کی مدد کا ایک بہت اچھا اصول بنایا گیا ہے۔ اس کے لئے ظاہر ہے وہ غریب خاندان جو پیچیدہ اور خطرناک قسم کے امراض کا علاج نہیں کروا سکتے تھے تو انکے لئے بہت زیادہ آسانی ہوگئی ہے اور پھر اگر آپ تعلیم کی ترقی کو لیں تو معاشرہ، میں سمجھتی ہوں، بالکل ترقی نہیں کر سکتا اور بجٹ میں 34 فی صد رقم کا اضافہ اور 9873 نئی آسامیاں نکال کر تعلیم کی تجدید اور ترقی کے لئے نئی راہیں کھولی گئی ہیں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ محکمہ تعلیم میں اس روش کو اپنا کر مثبت تبدیلیاں آئیں گی اور کام کرنے کا رجحان پیدا ہوگا، مقابلہ کا رجحان پیدا ہوگا جس کار کردگی میں

اضافہ ہوگا۔ جناب سپیکر! اسکے علاوہ صوبے میں ایک چیز جو بہت اہمیت کی حامل ہے، وہ سڑکیں ہیں، اور Infrastructure کے ذریعے انہیں ترقی دینے سے میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف یہ کہ صوبے میں باہمی روابط بڑھیں گے بلکہ سیاحت کو بھی فروغ حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ دیکھیں کہ ہمارا بجٹ ماشاءاللہ بہت زیادہ مربوط بجٹ ہے اور ہم نے بجٹ میں شعبہ زراعت کو، ماحولیات، جنگلات، سیاحت، صنعت و معدنیات اور آبپاشی سیکٹر کے علاوہ سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی کے شعبوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا۔ اس سے نہ صرف ہر محکمے میں تحقیق کے ذریعے نئی راہیں سامنے آئیں گی اور شوق وجذبہ پیدا ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں جناب سپیکر کہ ہمارا صوبہ اس وقت ملک کا پسماندہ صوبہ ہے، یہاں غربت کی شرح 43 فی صد سے بھی زیادہ ہے اور غربت کی شرح کی بنیاد پر وفاقی حکومت کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ وفاقی محاصل میں صوبے کا حصہ بڑھائے اور اس کے علاوہ صوبے کے جو حقوق ہیں، انکی ادائیگی بروقت اور موثرانداز میں ہونی چاہیئے اور اسی سلسلے میں خاص طور پن بجلی کا جو خالص منافع ہے، اسکے بقایاجات بھی ادا کرنے چاہئیں اور یہ بہت ضروری بات ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ پر جب بحث ہوتی ہے تو مجھے دکھ ہوتا ہے کہ جس وقت اپوزیشن ارکان کھڑے ہوکر منفی سوچ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چونکہ یہ بجٹ کسی ایک پارٹی کے لئے نہیں بنایا جاتا بلکہ بجٹ پورے صوبے کا بجٹ ہوتا ہے اور صوبے میں اپوزیشن اور گورنمنٹ سب آتے ہیں۔ اس لئے اپوزیشن جب تنقید کرے تو اسے تنقید برائے تنقید نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسکی سوچ اور اسکی فکر تعمیری ہونی چاہیئے۔ انہیں اپنے خیالات کا اظہار تعمیری طریقے سے کرنا چاہیئے اور انہیں وہ مشورے دینے چاہئیں کہ جس سے صوبے کی فلاح وبہبود میں اضافہ ہو کیونکہ بجٹ انسانوں نے بنایا ہے اور انسان خطا کا پتلا ہوتا ہے، اس سے بھی کوئی کوتاہی ہوسکتی ہے۔ آپ کے ذہن میں اگر کوئی اچھا پوائنٹ ہے، آپ کے ذہن میں اگر ترقی کے لئے کوئی اچھی راہ ہے تو آپ بتائیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ارکان کھڑے ہوکر غلط الفاظ استعمال کریں۔ اس کے لئے مثبت سوچ استعمال کریں، Positive رویہ استعمال کریں۔ جناب سپیکر، میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ مجموعی طور پر ایک عوام دوست بجٹ ہے اور اللہ پاک اس بجٹ کو ہمارے لئے اور ہمارے صوبے کی ترقی کے لئے ترقی کا سبب بنائے اور عوام نے جو امیدیں ہم سے وابستہ کی ہیں، اللہ کرے کہ وہ امیدیں ہم پوری کریں اور انکی امیدوں پر ہم پورا اتریں۔ آمین۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تاج الامین جبل صاحب بار بار اصرار کر رہے ہیں، کیا اس کو بولنے کی اجازت دی جائے؟ (تالیاں)

جناب مختیار علی: چې دے کوی نو بیا به زه هم کوم۔

جناب سپیکر: تاج الامین جبل صاحب۔

(تالیاں)

جناب مختیار علی: زما پرے جی اعتراض دے۔

جناب سپیکر: تاج الامین جبل صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! میں کس وقت بولوں گا؟ سپیکر صاحب! میں کس وقت بولونگا؟

جناب سپیکر: کیا؟

جناب پیر محمد خان: مجھے کس وقت ٹائم ملے گا؟

جناب تاج الامین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جناب سپیکر۔

جناب پیر محمد خان: مجھے کس وقت ٹائم ملے گا؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب پیر محمد خان: جی میں پوچھتا ہوں کہ مجھے کس وقت ٹائم ملے گا کیونکہ میں انتظار کر رہا ہوں بہت وقت سے۔

جناب سپیکر: آپ، اچھا۔

جناب پیر محمد خان: سیٹ بھی خالی نہیں چھوڑی۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ تمھیں ٹائم ملے گا۔ کٹ موشنز ہیں بہت سارے۔

جناب پیر محمد خان: کیا؟ میں نے تو نام سب سے پہلے دیا تھا جب کہ وزیر خزانہ تقریر فرما رہے تھے۔

جناب تاج الامین: جناب سپیکر صاحب! ډیره مهربانی چې تاسو ماته څه وخت راکړو او موقع راکړه۔ خامخا دا پیرمحمدخان صاحب زمونږ دا وخت خرابوی۔

جناب سپیکر: جی تاج الامین جبل صاحب۔

جناب تاج الامین: جناب سپیکر صاحب! دا بجټ زمونږ د صوبے د پاره او زمونږه د معیشت په لحاظ باندې او د مرکز سره د حالاتو مطابق ډیر فاضل بجټ دے او ټول دے ورته، ټول دے ورته د محبت په نظر باندې اوګوری او ټول په دې باندې ښه پوهیږی ځکه چې دلته کښې الحمدالله ، ټول تعلیم یافته او Educated خلق ناست دی او دوئی په دې خبره باندې پوهه دی چې زمونږ سره څومره زور دے ، د هغه زور مطابق څومره پورے حکومت خپل بجټ او د خپلو وزیرانو تمامے خرچے کمے کړی دی او دے ځل له په بجټ کښې د وزیرانو هغه خرچے چې د هغوې په دفترو باندې به خصوصی طور کیدے ، هغې ته دے یو نظر اوکړے شی چې آیا په هغې کښې څومره پورے کمے راغلې دے۔ نو ان شاءالله په دې باندې به دوئی پوهه شی چې د ایم ایم اے حکومت څومره پورے د انکسارئ نه، د خاکسارئ نه او د فقیرئ نه کار اخلی۔ زما په خیال زمونږ، پرون زما نه څه صحافیانو په دې تپوس کړے وو چې د ایم ایم اے حکومت کښې تا څه محسوس کړه؟ ما وئیل صرف او صرف تکلیف مو پکښې محسوس کړو ځکه چې د ایم پی اے کومے خوشحالئ وی او کومے مزے وی، حقیقت کښې هغه خو لا مونږه لیدلے هم نه دی او نه ئے خواهش کوؤ (تالیاں/قہقہے) جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔

جناب مختیار علی: ښه خائسته موټر کښې ګرځے ، ډرائیور درته ملاؤ دے۔

ایک آواز: واده ئے هم نه دے کړے ، واده۔

جناب سپیکر: پلیز، مختیار علی۔ مختیار علی صاحب! آپ کو ٹائم دونگا۔

جناب تاج الامین سپیکر صاحب! مداخلت کوی دوئی۔

جناب سپیکر: آپ کو ٹائم دونگا میں۔ آپ نوٹس لیتے رہیں۔

جناب تاج الامین دراصل دوئی خو ټول بحثونه په دې اوکړل چې پینټ چرته د چا رواج دے او دا کرته د چا رواج دے؟ آمان الله حقانی صاحب خو پکښې بیا دا هم اووے چې آیا دا پختون بربنډ ګرځیده که څنګه چل وو * + + + + + +۔ د دې

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔
جواب خو بیا خیر شوې هم نه دے ------

جناب سپیکر: گوره غیرپارلیمانی الفاظ به نه استعمال کوے۔ دا زه Expunge کوم۔ دا Expunge د ریکارډ نه، Expunged ۔

جناب تاج الامین زمونږ خو یو ښو خبرے دے۔ لکه دا خو زمونږه داسې فلور دے چې د دې نه به خامخا مونږ هغه خپل اظهار مافی الضمیر کوؤ۔ نو دے ته دے هغه په دمه سره غور کیښودے شی، څنگه چې تاسو خبرے کولے او حکومت د رته غور ایښے وو دغسې د حکومت د طرفه چې اوس کومے خبرے کیږی، هغې ته تاسو غور کیږدئی۔

جناب سپیکر: په بجټ څه وائے کنه؟

جناب تاج الامین: د برداشت نه کار واخلئی۔ جی د بجټ خو دا خبره ده چې که انسان ته هر څومره پورے سهولیات ورکړے شی خو د هغې باوجود الله رب العزت فرمائی،ان الانسان لربه لکه نود۔چې دے د الله رب العزت د احساناتو انکار کوی نو د یو انسان د احسان به څه شکریه مونږه ادا کړو؟۔ (تالیاں) لهذا دا یو حقیقت دے چې په دے بجټ کښې عوامو ته ښه کافی ریلیف ملاؤ شوې دے۔ په دې کښې د هر یو سړی خیال ساتلے شوې دے او د هر یو علاقے چې څومره پورے حق جوړیدو، هغه هومره پورے ورکړے شوې دے۔ او هر یو ته معلومه ده چې ز مونږه صوبے سره څومره پورے احتیارات دی ؟ د هغې مطابق، د خپل مذہب مطابق، د خپل رواج و رسم مطابق دا ښه، په دے باندې زه حکومت ته، سراج الحق صاحب، وزیراعلیٰ صاحب ته داد ورکوم او الله رب العزت دے د داسې خلقو حکومت تل ساتی چې دا صوبه ترقی اوکړی۔ وآخر دعوا نا ان الحمد لله رب العالمین۔

جناب سپیکر: جی، مختیارعلی خان، جناب مختیارعلی خان۔

جناب مختیار علی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه، سپیکرصاحب۔ خبره دا ده جی چې په بجټ باندې ډیر زیات تقریرونه اوشو جی او ډیر ښائسته ښائسته تقریرونه

اوشو او خاص کر ما چې کوم خوند اغستې دے جی نو دا څه دے ، د کاشف صاحب د تقرير نه مے ډير زيات خوند اغستے دے۔ حقيقت دا دے جی چې په صوبائی ليول باندې څومره Technicalities باندې چې په بجټ باندې خبرے وے نو هغه خصوصيت سره زمونږه مشر بشير بلور صاحب او بيا دے نورو مشرانو هم کړے دی۔ زه مختصر صرف دا خبره کوم چې ما کله دغه اے ډی پی اوکتله نو زمونږه دے صوابئی ضلعے سره په خصوصيت سره ډيره بے انصافی شوې ده جی او د ميرنی رور هغه سلوک يا چې څه دا پښتو کښې وائی نو هغه سلوک ورسره شوې دے۔ سره د دې سره د دې څنګه چې دا مولانا صاحب د تربور لفظ استعمال کړو۔ نو تاسو خو دا حبره اوکړه چې دا تربور د تره ځوی ته وائی۔ ديکښې هيڅ شک نشته د تره ځوی ته وائی ، رشته دار ته وائی ۔ خو دا په غلط Sense کښې، په هغه Sense کښې چې کله د تره ځوے يا رشته دار د هغه خپل رشته دار په خوشحالئی باندې خفه کيږی او په خفګان ئے خوشحاليږی نو هم هغسې سلوک چې دے نو صوابئی سره په خصوصيت سره جی شوې دے۔ ما چې څومره پورے په هغې کښې دغه اوکتل نو جی واټر سپلائی او سنيټيشن کښې ګدون آمازئی ته زمونږ يو سکيم ورکړے شوې دے۔ د دې نه علاوه په هيلتھ کښې په صوابئی کښې هيڅ څه قسمه، هيڅ بی ايچ يو او آر ايچ سی ، نه هيڅ دغه نه دی ورکړے شوې۔ ډاکټر صاحب پرے هم خبرے اوکړے ، ماجد لاله پرے هم خبرے کړے دی ۔ په ايجوکيشن سائيډ باندې دے حکومت کښې زمونږه د صوابئی نمائندګی د ايجوکيشن منسټرصاحب شته دے ، هغه څه لږ ډير غوندې نظر کړے دے او ايجوکيشن سائيډ باندې ئے يو څو سکولونه دی، پرائمری سکولونه چې د هغې اپ ګريډيشن مډل شوې دے او مډل نه يو شپږ سکولونه دی چې هغه ، خو هغه ئے هم ښودلی نه دی۔ زه دا ويم کيدے شی چې هغه صرف د منسټر صاحب په حلقه کښې راشی۔ زه د هغه خبره کومه۔ د دې نه علاوه داسې څه خاص قابل ذکر خبره زمونږه په بجټ کښې شته دے نه، حالانکه زه دا خبره کوم جی چې صوابئی د ټولو نه غټه ريونيو چې کوم دے نو دے صوبے په ليول باندې که هغه د بجلئی په مد کښې ده، تاسو اوګورئی که د تمباکو په مد کښې ده، د بجلئی جی د ټولو نه غټ ډيم چې زه دا ويم چې د دنيا په مخ باندې د تربيلے

ډیم چې جوړ دے نو هغه د صوابئی په زمکه باندې جوړ دے۔ د ټولو نه غټ تکلیفونه ئے مونږ برداشت کړے دی، زمکے ئے زمونږه خاوره کړې ده او ډیر زیات تکلیفونه مونږه ته ئے، صوبے ته څه چې صوابئی ته ئے هم په خصوصیت سره هیڅ فائده هم نشته دے جی۔ نو زه دا ویم چې که فرض کړو بلوچستان دغه کوی کنه جی، چې که بلوچستان که د سوئی ګیس پائپونه کټ کوی نو دا مونږه هم کولے شو چې دغه کوم لائنونه د بجلئی پنجاب ته یا دے نورو صوبو ته تلے دی نو مونږه دا حق لرو چې دغه لائنونه هم مونږه کټ کړو خو بهرحال مونږ دا طمع او توقعه لرو، سینیئر منسټر صاحب ناست دے، حقیقت خبره داده چې ډیره خوږه ژبه او ډیر ښائسته شکل او صورت ورله خدائے پاک ورکړے دے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دا منسټر انډسټری Permanent دے سائیډ ته لاړ شو او که نه عارضی طور؟

جناب مختیار علی: د ده جی مونږ سره ہمدردی شته دے جی۔

جناب بشیر احمد بلور: ایم۔این۔اے صاحب چې کله پریس کانفرنس کړے دے، د هغې نه پس دے مونږ سره شامل شوې دے۔

جناب مختیار علی: نو دا خبره جی ما کوله چې د بجلئی په مد کښې هم دغه حبره ده۔ دغسې د تماکو په مد کښې چې دے نو د ټولو نه زیاته ریونیو چې ده، دا زمونږ د ضلعے نه تقریباً څه اکیس اربه روپئی ځی او په هغې ښے هم مونږ ته هیڅ څه نظر نه دے ایښے شوې۔ دغسې جی اوګورئی زمونږه او تاسو که د دې صوبے په لیول باندې اوګورو نو دے صوبه کښې مونږ ته خدائے پاک ډیر زیات، ډیر زیات په داسې وسائل راکړے دی که هغې مونږه بروئے کار راولو نو په هغې باندې مونږ ته دے صوبے ته او بیا دغسې زمونږ دے صوابئی ته خاص کر، که د غرونو په شکل کښې دی، تاسو اوګورئی چې د سرو او سپینو نه ډک دی، زمرد دی په کښې، کوئله ده پکښې، کانونه دے مختلف، دغسې دا سیندونه مونږ ته خدائے پاک راښے دی، ډیر ښائسته ښائسته سیندونه دی، ډیرے خوږے اوبه ئے دی۔ خو په لکھونو ایکړ زمکے زمونږه د دې صوبے چې دی نو هغې بغیر د اوبه خور نه پرتے دی۔ پداسې ځایونه شته دے په دې سیندونو، په داسې مقامات

شته، کہ هغې ته نظر واچولے شي نو په هغې باندې واړه واړه ډیمونه جوړیدې شي۔ مونږ ترینه په بجلئی باندې خود کفیل کیدې شو۔ لکه د بهاشا سائیډ ما پخپله جی کتلے دے چې د هغې نه سپے هم ټوپ وهلے شي او په ډیر کم لاګت باندې هلته کښې ډیره غټه بجلی پیدا کیدې شي۔ نو خبره داده جی چې، د غسې د صوابئی په حلقه چې ما کومه خبره اوکړه ، زما دا نور رونړه هم ناست دی، د روډونو په حلقه زمونږ په دې بجټ کښې یو روډ هم، حالانکه د ادینه او د لاهور(چھوٹا) دا روډ خبره ما هم کړې ده، کړې وه، او ماجد لالا هم کړے دوه او سینیئر منسټر صاحب ناست دے ، دوی مونږ ته پوره یقین دہانی هم راکړې وه چې دغه روډ چې د هغې نہ پنجاب ته او خاص کر بونیر علاقے ته چې کوم دے نو د ہری پور او د ہزارے خلق چې دے نو په هغې باندې ډیر زیات ټریفک دے۔ نو دعہ پکښې هم نظر اندازشوې دے۔ نو دغه جی زما یو څو خبرے وے چې ستاسو ګوش ګزار مے کړے۔

جناب سپیکر: جی ډیره مہربانی۔ جناب پیر محمد خان صاحب، پانچ منټ۔

جناب پیر محمد خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ څنګه پانچ منټ؟

جناب سپیکر: پانچ منٹ۔

جناب پیر محمد خان: نو ما ګناه څه کړې ده ؟ لکه ما ټولو نه زیات انتظار اوکړو۔

جناب سپیکر: نو یو هغې ده کہ ډپټی سپیکر صاحب خپل ټائم درکوی نو۔

جناب پیر محمد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ دوه منټه یار۔ سپیکر صاحب! زه خو به لږ غوندې۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تاسو خو خپل ټائم مجاہد صاحب له ورکړے دے۔

جناب پیر محمد خان: مجاہد صاحب خو زمونږ مشر رور دے ، مونږ ته ډیر دروند دې خو لږ ماته ټائم پکار وو، ما خو ډیر زیات هسې هغې تیاریانے مے کړے دی او کتابونہ مے ټول راوړے دی۔ د دې کتابونو نه بهر زه خبره نه کوم۔ زه چې څه کوم په دې کښې بہ د ننه کوم۔ خیر دے تاسو ډیر دغه کوئی نو زه بہ لږ خاص خاص خبرے راواخلم۔ سپیکر صاحب! زما خو دا خیال وو چې دا بجټ بہ مونږه دا

ممبران، څنګه چې مخکښې يو طريقه کار وو، په هغې به جوړيدو او هغسې به دا جوړيږی۔ د پی اينډ ډی او د فنانس او زمونږ، تاسو ته پته ده او دے زړو ممبرانو ته، چې د ضلعے ضلعے او د ډويژن هغې به کښيناسل، يو ځائے کيدل به او بجټ به جوړيدو۔ خو دا ځل بجټ چې ډير بل شان جوړ شو۔ هډو د سره نه ممبرانو نه چا هغې رائے وانغسته چې يعنی هغوی هغې خپله Priorityورکړی۔ مخکښې به دا طريقه وه چې د ضلعے ممبران چې به راجمع شو، بيا به هغوی ته هغې سکيمونه اوښودلے شول۔ چې ستاسو په دې صوبه په دې ټوله صوبه کښې دومره پرائمری سکولونه دی۔ Per- Memberدومره رسی، د ټولو ممبرانو، دا يوه خبره ده ۔ اپوزيشن او د ټولو په ذہن کښې راولم، ځکه چې نوی ممبران دی، دوی ته پته نشته ۔ زمونږ بعضے رونړه وائی چې پخوا به د اپوزيشن سره ډير ظلم کيدو۔ هغې هم ښائم ۔ تاسو ته هم پته ده او زه هم ګواه يم او دا عبدالاکبرخان او دا ټول زاړه ممبران ناست دی، چې مخکښې په سکيمونو کښې دا پوزيشن د يو ممبر سره ظلم نه دے شوې، ټول مساوی وو۔ که د شيرپاؤخان حکومت وو، که د ميرافضل خان حکومت وو، که د سردار مہتاب حکومت وو که د صابرشاه پکښې تيرشوې دے۔ د سکيمونو په لحاظ چا سره بے انصافی نه ده شوې۔ چې څومره پرائمری سکولونه به زما وو، نو هغې هومره به د چيف منسټر وو۔ که څومره مډل او ہائی به زمونړه وو، نو هغې به د هغوی وو۔ دغسې که د اوبو سکيمونه وو، هغې به زمونړه يو شانتے مساوی تقسيميدل۔ فرق به صرف په يو دوه څيزونو کښې راتلو چې هغې خپل کسانو له به ئے ملازمتونو کښې سيټونه زيات ورکړل ، مونږ له به ئے لږ راکړل۔ دا کوم سپيشل فنډز چې دی ، خپلو هغوی له به ئے پچاس پچاس لاکھ ورکړے ، مونږ له به ئے دس لاکھ يا بيس بيس لاکھ، دے پورے راکړے۔ دغه فرق وو۔ خو په سکيمونو کښې چرته فرق نه ووشوې۔ دا اول ځل دے چې پی اينډ ډی او فنانس چې کومه لوبه اوکړه، بيا زمونړه رونړه دی، دوی به ولے ظلم کوی، ولے به زياتے کوی ؟ ځکه چې مونړه خو د اسلام دعويدار يو۔ دا خو زما يقين دے ، دوی به عدل کوی، انصاف به کوی۔ اعدلہ القرب التقویٰ دوی ټول قرآن وئيلے دے ، عالمان دی، په دې ځائے ناست دی ليکن دا بجټ چې جوړ کړے دے ، دا دوی ترے هم نه

دی خبر۔ دا پی اینڈ ڈی او دا فنانس زمونږه د دې حکومت د بدنامولو د پاره جوړ کړے دے چې د دوی نه خلق خفه شی۔ دا خپل ملګری ترے خفه شی، دا نور ترے خفه شی۔د دې د پاره ئے جوړ کړے دے۔ تاسو اوګورئی چې ښکاره خو مونږه دغه وزیران څومره قربانی اوکړه چې مونږه ایک ایک ہزار روپی په خپله تنخواه کښې کمے راولو خو دلته په سیکرټریټ کښې اوګوره څه چل ئے ورسره کړے دے ؟ چې په سیکرټریټ کښې کومه خرچې ده ، د دې نه خو انکار نه شی کیدے ، د دې کتاب نه کنه، دا خو دوی لیکلی دے ، مونږ خو نه دے لیکلے۔ نو ما په هغې کښې کوم چې ګرانټس دی، کوم پبلسټی د پاره پیسے دی، Discretionary grant دے۔ نو چې مخکښې Discretionary grant پچاس لاکھ وو نو اوس ئے دو کروړ کړے دے۔ نو چې مخکښې پبلسټی د پاره دس ہزار وے ، نو هغې دوه نیم لکهه کړے دی۔یعنی دوی ترے نه دی خبر۔ دا زما یقین دے چې دوی ترے نه دی خبر۔ پداسې نور ډیر څیزونه خو وخت تاسو کم راکوئی نو، ماپرے تیاری ډیره کړې ده۔ انورکمال دا اے ډی پی لږه،ماخو دا کتاب راوړے دے ، ټول تفصیل مے زیات، خیر دے پیجز مے په کښې هر څه مے په کښې دغه کړے دی۔ دا خو زما نه دے ، زما به بل وی۔

<u>جناب انور کمال خان</u>: هغې چا بدل کړے دے۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: زما هغه چئیر نه چا اے ډی پی پټه کړې ده۔ خیر دے زما خیال دے چې دغه چا اوړے دے خو ، خیر دے۔ دا چرته کښې پداسې نه ده شوې چې حیوے ضلعے له سکیمونه ورکړه، دوه ورله یا درے ورله ورکړه، باقی صوبه محرومه کړه۔ دا صوبه ، دا خو هم زمونږه ملګری دی، ستاسو ملګری دی، دوستان دی، دے ټولو ملګرو ووټ درکړے دے۔ د دې ملګرو په ووټ باندې حکومت زمونږ جوړشوې دے۔ که دے ملګروبل چا له ووټ ورکړے وو ، هغې به وو ، حکومت به د هغوی جوړشوې وو۔ خو هم دغه خلق دی چې دوی حکومت جوړ کړو۔ هم دغه خلق دی چې په هر څیز کښې ، دا اپوزیشن هم مونږ سره پوره تعاون کوی۔ زمونږ سره ئے په شریعت بل کښې ئے څومره تعاون اوکړو په یو لاس ، مونږ دا وئیلے شو چې ما شریعت نافذ کړه او تاسو نه ، که زه ویم چې ما نافذ کړو ، هغې وائی چې ما درسره هم نافذ کړوځکه چې یو شان

ووټ ټولو ورکړو، مسلمانان دي۔ نور که پداسې معامله راځي د مرکز سره یا څه د صوبې د حقوقو د پیره وي، مونږ سره ښه په سر برابر ولاړ وي۔ نو دیکښې فرق د دوی سره هم نه دے پکار۔ خو زمونږ خپلو ښځې هم نه دے پکار۔ چې کله مونږ تاسو له ووټ درکړو، تاسو مو وزیران کړئی، وزیراعلیٰ کړئی۔ نو د هغې دا خو نه وو چې الجزاء الاحسان الالحسان۔دا خو قرآن نه وائی چې تاله ما، احسان مے درسره اوکړو، تاله مے اختیار درکړو، ته مے وزیر کړے، ته مے وزیراعلیٰ کړے نو ته بیا دغه خپلو ملګرو باندې راوګرځه چې تاله د سره څه شے اوس نه درکوم۔ دا ظلم که زما سره شوې دے، زمونږ دا ټول ملګری، دوی چې دا خبرے، ښکاره خو تعریف تعریف کوی، یو حدیث دے که څه الفاظو کښې غلطی راځي، شکر دے علماء کرام شتے، هغوې به ئے ټهیک کړی۔

<u>مولانا محمد مجاہد الحسینی</u>: نو بیا مه ئے وایه کنه۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: او نو مطلب د هغې، معنیٰ خو د هغې دا ده چې کله چې څوک چې دا ډیر تعریفونه د چا کوی نو وائی په دې مخ ورته خټے اوتپوئی، دا حدیث دے، معنیٰ ئے داده۔

(تالیاں)

چې صفت خواں په دې مخ خټے وائی اوتپه۔ دا ښه کار نه دے۔زما خپل اصول دی چې څوک ښه کار اوکړی، هغې هر څوک چې وی۔۔۔۔

<u>مولانا محمد مجاہد الحسینی</u>: څوک چې تاته بد وائی هغې سره څه چل کوی؟ چې څوک د چا مخامخ بد وائی، هغې سره څه چل کوی؟ هغې هم اووایه کنه۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: که څوک اپوزیشن وی نو که صحیح خبره اوکړی، حقه اووائی نو هغې۔۔۔۔

<u>مولانا محمد ادریس</u>: جناب سپیکر صاحب! د دې حدیث متعلق زه به تشریح اوکړمه۔

<u>جناب بشیر احمد بلور</u>: چې حق خبره کوی، خدائے د هغوې ملګرے دے۔ حق خبرے کولو والا د خدائے خوښ وی او خلق ئے هم خوښوی۔

<u>جناب سپیکر</u>: مولانا۔۔۔۔

مولانا محمد ادریس: د دې حدیث متعلقه لږه تشریح اوکړمه۔

جناب سپیکر: جی جی۔

مولانا محمد ادریس: چونکه د نبی علیه السلام حدیث دے نو مناسب به دا وی چې د هغې لږ وضاحت اوشی۔ زما دے رور چې دا کوم حدیث اووئے، بے شک هم دغسې الفاظ دی د حدیث او مفهوم ئے هم دغسې دے خو د هغې مقصد پداسې نه دے۔ ځکه چې نبی کریم صلی الله علیه واله وسلم پخپله د صحابه کرامو تعریف کړے دے۔ قرآن حکیم په خپله د صحابو تعریف کړے دے۔ صحابو پخپله صحابو د هغوې مخکښې تعریف کړے دے۔ د دې حدیث دا مقصد دې چې هغې تعریف د یو انسان چې هغې کښې هغې صفت نه وی او بیا ئے هم دے تعریف کوی نو د هغې خلقو خلو کښې دے خاورے واچولے شی۔

جناب پیر محمد خان: بس دغه خبره مے کوله، بله خبره خو مے نه کوله۔

مولانا محمد ادریس: یا دا، یو منټ جی، یو منټ۔

جناب پیر محمد خان: ما هم دغه خبره کوله۔

مولانا محمد ادریس: زه خبره نه کوم۔ یو منټ، یو منټ جی، یو منټ۔

جناب پیر محمد خان: زه هم دغه ویم چې زما د تعریف څه ځائے په کښې شته؟

مولانا محمد ادریس: خبره جی، یو منټ۔

جناب پیر محمد خان: نه پکښې د تعریف څه ضرورت شته۔

مولانا محمد ادریس: یو منټ جی یو منټ، یا-----

جناب بشیر احمد بلور: هغې ټهیک وائی کنه چې بجټ-----

مولانا محمد ادریس: د حدیث مفهوم بیانوم۔

جناب سپیکر: جی پیر محمد خان، مولانا صاحب، ټهیک شو۔

مولانا محمد ادریس: زه د دې، زما د خبرے مقصد دا دے، یو منټ۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! مولانا صاحب---

جناب سپیکر : مولانا صاحب ٹھیک شو۔

مولانا محمد ادریس: یو منټ جی، یوه خبره پاتے ده۔

جناب سپیکر: اوشو جی، اوشو۔ بیا به ئے اوکړئی۔

مولانا محمد ادریس: زما د خبرے مقصد دا نه دے چې زه د یوحدیث د یو انسان د پاره غلط بیانی کومه۔ خو صرف د هغه حدیث مقصد مے واضح کوؤ۔

جناب سپیکر: صحیح ده جی۔ جناب پیر محمد خان صاحب! مختصر ټائم پاتے دے۔دوه درے مقررین دی۔ ګوره د Interval نه روستو بیا د فنانس منسټر Speechد ے۔

جناب پیر محمد خان: دا اے ډی پی ده،ستاسو ماله دا اے ډی پی راکړےده۔ په دې کښېپه یو ځائے کښې-----

جناب سپیکر: Conclude ئے کړه کنه۔

جناب پیر محمد خان: بسConcludeبه ئے کړمه۔

جناب سپیکر: او۔

جناب پیر محمد خان: Concludeبه ئے کړمه۔ تاسو څوک پریږدئ نه۔ ماسره خو خیر دے ، انصاف خو پکار وی،انصاف تاسو سره پکار دے ، مونږه سره هم، خو دوی له هم انصاف پکار دے ځکه چې مونږه دوی سره بد نه دی کړی۔ مونږه ورله ووټ ورکړے دے۔ زمونږه ملګری دی، زمونږه مشران دی۔ په دې اے ډی پی کښې زما په حلقه کښې ماته یو سړی دے اوښائی۔ په دې اے ډی پی کښې ماته زما په حلقه کښې یو پرائمری سکول د اوښائی۔په دې اے ډی پی کښې زما په حلقه کښې یو مډل سکول د اوښائی۔ په دې اے ډی پی کښې زما په حلقه کښې د اوبو یو سکیم د اوښائی۔ولے زما قوم ماله ووټ نه دے راکړے ، ایم ایم اے له ئے ووټ نه دے ورکړے ؟ او زمونږه په هغه ووټ باندې حکومت نه دے جوړشوې؟ نو د دوی زه ښنګه صفت اوکړم (تالیاں) څه څه اووایمه۔ دوی د په اے ډی پی کښې ماته د صفت ځائے اوښائی (تالیاں) زه ئے صفت کوم۔ځکه

دا خپل حکومت مے دے۔ دے خپل حکومت ته خپل ووټ ورکوم او چیف منسټر له ووټ ورکوم ، سپیکر له ووټ ورکوم، ډپټی سپیکر له ووټ ورکوم ، په سینټ کښې ووټ ورکوم ، په بلونو کښې ووټ ورکوم، صبا دوی له بیا ووټ ورکوم ،ستاسو سره ملګرے یمه خو تبنتمه نه۔ نو د دې ماله سزا پکار ده چې زما په حلقے له هیڅ څیز نه ورکوے۔آخر چې دومره پسمانده علاقه، چې پینځه ضلعے په دې صوبه سرحد کښې پداسې دی چې هغه انتهائی پسمانده دی۔ چې په هغې کښې کوهستان دے ، په هغې کښې بټګرام دے ، په هغې کښې شانګله ده او چترال دے او یو صرف دا ضلع ده نو سپیکر صاحب، زمونږه دے رور خو دے بټګرام هغه صفت او تعریف اوکړو، درے سړکونه ئے دی پکښې۔زمونږه هنګو والا ،صرف یو سړک ئے ورکړے دے، یو د اوبو سکیم ئے دے۔زمونږه د کوهستان والا غریبه زما خیال دے په پانچ لاکه روپئ که پانچ ملین روپئ ئے ورله ورکړی دی او نور څه څیز نشته۔

جناب سپیکر: شکریه۔

جناب پیر محمد خان: زما سره ئے چې کوم کار کړے دے نو زما خیال دے چې پداسې -----

جناب سپیکر: اوشو۔

جناب پیر محمد خان: پداسې د دنیا په تاریخ کښې هم نه دی شوی۔

جناب سپیکر: آفتاب شبیر صاحب!

جناب پیر محمد خان: زما هغه Ongoing سکیمونه ئے کټ کړی دی۔

جناب سپیکر: آفتاب شبیر صاحب!

جناب پیر محمد خان: دا اول ځل دے چې Ongoing سکیم چرته کښې د اے ډی پی نه کټ شوی دی۔

جناب سپیکر: آفتاب شبیر صاحب!

جناب پیر محمد خان: تفصیل به بیا زه په پریس کانفرنس کښې ورکړمه۔

محترمہ آفتاب شبیر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ آپ کی وساطت سے میں سب سے پہلے جناب سینیئر وزیر خزانہ سراج الحق صاحب۔۔۔۔

(شور)

Mr. Speaker: Order please, order please

محترمہ آفتاب شبیر: میں ایم ایم اے کی حکومت کو اس بات پر مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اتنا متوازن اور فاضل بجٹ پیش کیا۔ صوبہ سرحد چونکہ ایک پسماندہ صوبہ ہے اور اس کے ذرائع آمدن بھی محدود ہیں اور جتنی چادر اتنے ہی پاؤں پھیلانے کے تحت یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ایک اچھا بجٹ ہے۔۔(تالیاں)۔۔۔جناب سپیکر! ترقیاتی کاموں کا ایک اچھا خاصا نیٹ ورک تجویز کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ممبران صوبائی اسمبلی کو جو تعمیر سرحد پروگرام کے تحت سکیمیں دی گئی ہیں وہ بھی ایک بہت اچھا پروگرام ہے۔ اگر یہ سارے کام اپنے وقت پر مکمل ہو گئے تو یہ صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ بجٹ میں دوسری خوبی اس میں خواتین کی تعلیم کے لئے نئے سکولز اور کالجز کا اجراء ہے اور خاصکر خواتین کے لئے اعلیٰ تعلیم کے مواقع (شور)

Mr. Speaker: Please, please.

محترمہ آفتاب شبیر: مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں خواتین یونیورسٹی اور خواتین میڈیکل کالجز قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: جناب سپیکر! Excuse me دیکھیں ٹریژری بنچز تو اپنی خواتین کو نہیں سن رہے ہیں اور متواتر باتیں کر رہے ہیں۔ ہم انکے شور کی وجہ سے انکی بات نہیں سن رہے ہیں۔

Mr. Speaker: Order please, order please.

محترمہ آفتاب شبیر: جو خواتین کے لئے میڈیکل کالج اور یونیورسٹی کے قیام کے لئے انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ وہ صوبہ سرحد کے وہ خاندان جن کی خواتین، مخلوط تعلیمی ادارے ہونے کی وجہ سے تعلیم سے محروم رہتی تھیں، اب وہ ان اداروں میں زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں گی۔ اس سے پہلے بھی جتنی بھی حکومتیں گزر چکی ہیں جناب سپیکر، انہوں نے بڑے بلند بانگ دعوے کئے تھے کہ وہ خواتین کی ترقی کے لئے بہت اقدام اٹھائیں گے لیکن آج تک خواتین کو صرف سستی شہرت کے لئے استعمال کیا گیا اور مخلوط مجالس منعقد

کروانے کے لئے انکو استعمال کیا گیا۔ اسکی مثال میں آپکو مرکزی وومن ڈویژن کی دیتی ہوں کہ جس میں مرد حضرات، آفیسرز کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ کیا ملک میں اتنی تعلیم یافتہ خواتین بھی نہیں ہیں کہ

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: مظفر سید صاحب، پلیز۔

محترمہ آفتاب شبیر: کہ وہ صرف ایک ڈویژن کو پوری طرح سے چلا سکیں اور اسکی سربراہی کر سکیں؟ مجھے اس ڈویژن سے اعداد و شمار کے لئے ایک پروفارمہ موصول ہوا ہے۔ جس پر ایک مرد آفیسر کے دستخط موجود تھے۔ تو مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے کہ اتنی تعلیم یافتہ خواتین ہونے کے باوجود ان اداروں میں مردوں کو تعینات کیا جاتا ہے۔ یہ اعزاز صرف متحدہ مجلس عمل کی حکومت کو جاتا ہے کہ اس نے خواتین کی تعلیم کے لئے دو اعلیٰ ادارے کھول کر اس جانب قدم بڑھایا ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ تجاویز اور بھی بہتر ہو سکتی تھیں، اگر مرکز پن بجلی اور این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے بقایاجات ادا کر دیتا۔ میں اس معزز ایوان کے تمام اراکین کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اس سلسلہ میں متوقع موقف اختیار کیا اور متفقہ قراردادوں کے ذریعے مرکز سے اپنا آئینی اور دستوری حق مانگا۔ جناب سپیکر! اب میں آپکی توجہ ان امور کی طرف دلاؤنگی کہ جن پر بجٹ میں پوری توجہ نہ دی جا سکی۔ پہلی بات یہ ہے کہ سود کی لعنت کو سرحد سے ختم کرنے کے لئے معیاری کوششیں نہیں کی گئیں (تالیاں) اسلام نے سود کی قطعی حرمت کی ہے اور اس کا موجود رہنا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ٹھہرایا ہے۔ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہئے تھا اگرچہ اس کا زیادہ تعلق مرکز سے ہے اور مرکز اب تک اس سود کی حرمت کے عدالتی فیصلے کو ٹالتا رہا ہے حالانکہ شریعت کورٹ نے اس کے پہلوؤں پر ملک اور بیرون ملک کے اقتصادی ماہرین کی رائے سن کر اسکے ممنوع کرنے کے لئے ایک ہدف تو دیا تھا لیکن آج تک وہ اس کے فیصلے کو ٹال رہی ہے۔ جناب سپیکر! صوبے کو اس اہم پہلو پر بہت زیادہ کام کرنا تھا لیکن بجٹ تجاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا دارومدار تو سود پر ہے جو کہ اس بجٹ میں مارک اپ کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ میری اس معاملے میں یہ تجویز ہے کہ صوبائی حکومت ماہرین کی ایک کمیٹی بنائے جس میں ملک میں اسلامی بنکاری اور اقتصادیات کی سرکردہ شخصیات شامل ہوں اور اس معاملے میں حکومت کی مستقل رہنمائی کرتی رہیں اور مرکز سے بھی مارک اپ

ختم کرنے کے لئے موثر تجاویز دیں۔اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز کے سربراہ پروفیسر خورشید احمد جو کہ اقتصادیات کے ماہر بھی ہیں اور صوبہ سرحد کی نمائندگی مرکز میں سینیٹ میں کررہے ہیں،انکو اور انکے علاوہ اور اس طرح کی شخصیات کو یہ کام سپرد کیا جائے تاکہ سود کے خلاف جلد از جلد کوئی اقدام کیا جاسکے۔دوسری اہم ضرورت جسکی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتی ہوں، وہ ہے کرپشن جو کہ ہماری اقتصادیات کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ہمارے ترقیاتی پروگرام کرپشن Sabotage کر رہی ہے۔اگر اس کا مداوانہ کیا گیا تو ماضی کی طرح ہماری تمام ترقیاتی سکیمیں بھی بالکل ختم ہو جائیگی اور اس کرپشن کی نذر ہو جائینگی سڑکیں بننے کے ساتھ ہی ٹوٹ پھوٹ اور تباہی کے عمل سے دوچار ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔عمارتوں اور باقی تعمیراتی کاموں کا بھی یہی حال ہے۔اس لئے اس کرپشن کا سدباب بہت ضروری ہے۔آخری بات جناب سپیکر، جسکی طرف میں آپکی توجہ دلانا چاہتی ہونگی جو کہ بہت ضروری ہے۔متحدہ مجلس عمل کی حکومت کو قائم ہوتے ہی میں نے چند تجاویز پیش کی تھیں اور ان میں سب سے اچھی تجویز یہ بھی تھی کہ تعلیم کے شعبے میں خواتین سکولوں اور کالجوں کے انتظامی سربراہ صوبے اور ضلع کی سطح پر خواتین بھی ہونی چاہیں تاکہ خواتین کا نظم جو خواتین کے مسائل سے آگاہ ہیں، وہ خود ہی حل کریں لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا اور بجٹ میں بھی ایسے انتظامی عہدوں کے لئے کوئی رقم مختص نظر نہیں آتی۔میری تجویز ہے کہ ضلع اور صوبائی سطح پر خواتین پر مشتمل علحیدہ نظام قائم کیا جائے اور خواتین ای۔ڈی۔او اور خواتین ڈائریکٹرز ہی تعینات کی جائیں۔آپ کا بہت بہت شکریہ

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ جناب زرگل خان صاحب! دوہ منٹہ۔

<u>جناب زرگل خان:</u> ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> یو منټ دے اووئیلے ،دوہ منٹہ۔

<u>جناب زرگل خان:</u> ٹھیک شوہ جی۔سرپه دې بجټ کښې خو ما پداسې خاص شرکت نه دے کړے ،مصروفیات وو او د ضلع د الیکشن باره مصروفه وو۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: چې څه وو نو هغه کالا ډهاکه ضروري پیکجونه دے اوړی دی نو ته څه کوے ،که شرکت اوکړے او که اونکړے۔

جناب زرگل خان: سر اوس چې راغلمه نو دا زما د رور زوړ تقریر وو په بجټ باندې، دهغې کاپۍ مے واغستے او هغه مے پړهاؤ کړے نو د هغې باره کښې یو منټ دوه به اخلم جی۔ هغوی دا شعر وائیلے وو جی۔

اے زړګیه لیونیه ته او په دې چمن کښې مینه

د سور اور په سرو لمبو کښې شین غندل کله ټوکیږی۔

دا شعر ئے دے له وائیلے وو جی چې په هغې کښې دوی ذکر کړے دے چې دا درے منه کتابونه چې نن ماته ملاؤ شو نو زه په دې درے منه کتابونه څه کومه چې د کالا ډهاکه پکښې یو سکیم هم نشته؟زه به د منافقت نه کار نه اخلم ،د حقیقت نه به کار اخلم جی۔ څنګه چې مولانا ادریس صاحب خبره اوکړه، د پیر محمد صاحب په دې دغے کښې تشریح اوکړه چې یوه خبره حقیقت وی او دهغې په باره کښې په حقیقت کښې صفت اوکړی نو دا بده نه ده۔ نو سر، په دې بجټ کښې هغه زما رور درے منه کتابونه اوړی وو، ماته دا لس کلو کتاب ملاؤشوې دے۔نو زه وائیم چې دا بجټ متوازن دے ځکه چې په دې لسو کلو کتاب کښې د کالا ډهاکه د پاره یو ترقیاتی پیکج دے (تالیاں) زه حقیقت پسند سړے یمه جی۔ په دې کتاب کښې پهOngoing کښې، د تیر شوی کال کښې هم کالا ډهاکه درے روډونه ایښودی شوې دی او په هغې وخت کښې حکومت نه وو۔ نو هغه جنرل پرویز مشرف ، چیف سیکرټری ته وائیلی وو، هغوې ایښو دی دی۔ نو زه د هغوی هم په دې فلور آف دی هاؤس شکریه ادا کومه چې هغوی هم کالا ډهاکے دا دغه ایښودے وو۔ جناب سپیکر صاحب! زما تعلق چې دے هغه د مرکز سره دے او زه په دې فلور آف دی هاؤس وایمه نو چې د ووټ ضرورت شی نو زه به ئے مرکز له ورکومه لیکن حقیقت دا دے چې دے ایم ایم اے حکومت، څنګه چې پیر محمد سره انصاف نه دے شوې، نو انصاف دوی اوکړو او څنګه ئے اوکړو چې دے صوبے ته که مرکز نه پیسے د بجلئ په مد کښې ملاؤیږی نو په هغې کښې د پیر محمد علاقه نه ، په هغې کښې زما د مشرانو وینے ، زما د مشرانو کورونه او مونږه خبر نه وو په هغې سلسله کښې ملاؤیږی او د دې صوبے دا

انصاف اوکړو چې هغې خلقو له پهلا ځل په دې بجټ کښې پیکج کیښودو (تالیاں) زما تعلق د مرکز سره دے او بجلی چې ده نو هغه د مرکز سره ده۔ نو زه به د دې حکومت شکریه ادا کومه نه چې دے صوبے زما د حلقے 25 کلی ئے د بجلی د پاره کیږدل۔ نو زه د دوی شکریه ادا کومه حالانکه بجلی د مرکز سره ده (تالیاں) نو سر، د صوبے په حواله زمونږه صوبه چې ده نو پچهتر لاکھ ایکړ زمکه ده په هغې کښې زرعی زمکه چې ده، په هغې کښتقریباً چالیس لاکھ ایکړ چې ده نو هغه Irrigated ده او دا پکار ده چې دا تقریباً60% شی۔ نو هغه 60% به څنګه کیږی؟ چې زه دے حکومت ته خواست کومه د Irrigation سلسله کښې توجه ورکوی، په دې بجټ کښې لږ د هغې طرف ته توجه کمه ورکړے شوې ده ۔ نو په هغې کښې پاورجنریشن چې دے نو زمونږه صوبه چې ده نو دا د اوبو صوبه ده او زیاتے اوبه دی او دا اوبه زمونږه نه ضائع کیږی، نو د هغې په باره کښې که توجه ورکړی او دا د غه 60%شی نو ان شاءاللّٰه تعالیٰ زمونږه د پاره به دا ډیره بهتره وی جی۔د خپل کالا ډهاکے باره جی دا خواست کومه، دا د وزیر خزانه صاحب نوټ کړی۔ چې وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کړے وو چې داکالاڈھاکے دوه زړے ټرالئ ځکه چې پورے راپورے کیدو، څه ذریعه نه وی نو هغه روټ ټرالئ په دې اے ډی پی کښې نه دی راغلې جی او یو دوه Ambulances اعلان ئے کړےوو او دے سره آخری یو ریکویسټ کومه چې زمونږ سره تناول هم پسمانده علاقه ده او هغه تناول د پاره په دې بجټ کښې څه پکار وو چونکه ما چې کوم کتاب او لټوو، د تناول د پاره څه نشته او څنګه چې کالا ډهاکے طرف ته توجه اوکړه نو د غسې تناول ته ، کوهستان او شانګله ته هم پکار وه۔ اجازت غواړمه مهربانی۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ۔ جن معزز اراکین نے رخصت کے لئے درخواستیں بھیجی ہیں، بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جناب مولانا دلدار احمد صاحب، ایم پی اے، آج کے لئے، جناب سردار عنایت اللہ خان گنڈاپور صاحب، ایم پی اے آج سے 30 جون تک کے لئے

Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it leave is granted. The House is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔۔۔۔

سید محمد ظاہر شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہ صاحب کو مجبوراً موقع دینا پڑے گا۔ میرے پاس اور کوئی Alternate راستہ نہیں ہے۔ شاہ صاحب، پلیز۔

سید محمد ظاہر شاہ: شکریہ جناب سپیکر۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے آپ کے صرف دو منٹ لونگا اس سے زیادہ نہیں لونگا۔

جناب سپیکر: مجھے توقع ہے کہ آپ انشاءاللہ دو منٹ سے بھی۔۔۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 04-2003 پر عمومی بحث

سید محمد ظاہر شاہ: دو منٹ سے بھی کم لونگا۔ مجھے سب سے پہلے اس فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہا گیا تھا کہ بجٹ بناتے وقت سب ممبرز کو اعتماد میں لیا جائے گا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی، کسی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ یہ Collective بجٹ ہو، یہ Individual Based اور Individual approaches اور Individual influence کے حساب سے بجٹ بنا ہے اور میں پشاور کے حوالے سے بات کرونگا کہ پشاور میں جو حکومت بھی آئی ہے تو اس نے یہ کہا ہے کہ ہم پشاور کو پھولوں کا شہر بنائیں گے، لیکن افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ میں پشاور کے لئے ایسی کوئی پرویژن نہیں رکھی گئی ہے۔ آج پشاور کے لوگ، بشیر بلور صاحب بھی اس بات کے گواہ ہیں، کہ پانی کے لئے بھی ترس رہے ہیں۔ پشاور جیسے شہر میں جو کہ صوبے کا دارالخلافہ ہے، اگر اس میں پانی کی یہ حالت ہے تو باقی صوبے کا آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ باقی صوبے میں کیا حال ہو گا؟ میرے حساب سے پشاور میں اس وقت بھی کم از کم دس عدد ٹیوب ویلوں کی گنجائش ہے جس کے لئے اس بجٹ میں کوئی

پروویژن نہیں رکھی گئی۔ پشاور میں ایک علاقہ گنج ہے جو کہ میری Constituency میں آتا ہے، وہاں پر کچھ لائنیں پانی کی Damage ہوئی ہیں اور ان کی وجہ سے کافی لوگوں کے گھروں کو نقصان پہنچا ہے۔ وزیر بلدیات صاحب نے اس علاقے کا دورہ کیا ہے اور ان لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ انشاءاللہ اس علاقے کے جو مسائل ہیں اور یہ پانی کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے غریب لوگوں کے گھر بیٹھ رہے ہیں، ان کو ہم Address کرینگے لیکن اس Visit کو ہوئے بھی تقریباً چار ماہ گزر چکے ہیں۔ اس علاقے کا دورہ کرنے کے بعد وہ ایسے وہاں سے غائب ہوئے ہیں جیسے ہاتھی کے یا کسی کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں۔ دوسری بات پشاور کی ٹریفک کے حوالے سے ہے۔ پشاور کی ٹریفک کے حوالے سے روڈوں کو کشادہ تو کیا گیا ہے، کچھ روڈوں کو، لیکن میری یہ تجویز ہے کہ جب تک دو سکیشن روڈز جو کہ چارسدہ روڈ سے ورسک روڈ اور ورسک روڈ سے حیات آباد تک ہیں، جب تک یہ دو سکیشن نہیں بنائے جائیں گے، آپ کی جو مرضی ہے موجودہ روڈوں کو ایک یا دو سو فٹ نہیں بلکہ پانچ ہزار فٹ تک چوڑا کر دیں پشاور میں اس سے ٹریفک کا مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ پشاور میں ہسپتال ہیں، سکولز ہیں، ان کے لئے پشاور کے حوالے سے بجٹ میں کوئی پروویژن نہیں دی گئی ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ پشاور کو سب لوگ، ابھی ہم سب پشاور میں بیٹھے ہیں یا جہاں جہاں سے بھی لوگ اپنے حلقہ ہائے نیابت سے یہاں آئے ہیں لیکن اس کا دارالخلافہ پشاور ہے لیکن پشاور کو اس برے طریقے سے نظرانداز کیا گیا ہے جو میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بجٹ جو کہ وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے، من وعن پاس ہو جائے گا، ہم سب یہاں گپ لگاتے ہیں کہ ہم ایسا کرینگے اور ویسا کرینگے اور ایسا اور ویسا ہوگا تو اگر بجٹ نے ایسے ہی پاس ہونا ہے تو ہمیں پھر یہ ساری تنخواہیں اور مراعات لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں کم از کم اپنی جتنی بھی مراعات ہیں۔ یا جو جو تنخواہیں یا جو الاؤنسز مجھے ملے ہیں، میں وہ اس صوبے کو واپس کرتا ہوں۔ وہ جہاں چاہیں، جہاں ان کی مرضی ہو وہاں خرچ کریں، میں ان کو اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جب میں اپنے علاقے اور اپنی Constituency کے لوگوں کے مسائل حل نہیں کر سکتا تو مجھے اس جگہ کی مراعات اور الاؤنسز لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Thank you. Now under Rule 142, sub rule (2), I will invite Finance Minister to exercise his general right of reply at the

end of the discussion. Janab Siraj-ul-Haq Sahib. Janab Siraj-ul-Haq Sahib.

جناب امیر زادہ: جناب سپیکر! تھوڑا سا ٹائم ہمیں دیدیں۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سنیئر وزیر خزانہ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

جناب اکرام اللہ شاہد (ڈپٹی سپیکر): جناب سپیکر صاحب! یو شعر وایم ستاسو پہ اجازت سرہ۔ هسې هم تاسو د تقریر موقع را نہ کړہ۔ خو صرف د ومرہ قدرے بہ اووایمہ چې----

جناب سپیکر: تجاویز بہ ورکوئی جی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ جی، عرض کومہ جی:۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
اور برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

سینیئر وزیر خزانہ: محترم جناب سپیکر صاحب، قائد ایوان و معزز اراکین صوبائی اسمبلی! میں نے تمام ممبران اسمبلی کی تقاریر بڑی توجہ کیساتھ سنی ہیں اور بجٹ پر بھی تقاریر ہوئی ہیں اور ایک لحاظ سے فری سٹائل کشتی بھی ہوئی ہے اس ایوان میں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مجموعی اراکین اسمبلی نے جس توجہ کیساتھ، درد دل کیساتھ، اخلاص کیساتھ اس بجٹ پر بحث کی ہے، ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ شاید یہ پاکستان کے چاروں مراکز سمیت چاروں اسمبلیوں میں اسطرح بحث نہیں ہوئی ہے۔ یہاں بشیر احمد بلور صاحب، عبدالاکبر خان صاحب، مشتاق غنی صاحب، سکندر شیرپاؤ صاحب، مرید کاظم صاحب، میاں نثار گل صاحب، ڈاکٹر سلیم صاحب، شہزادہ گستاسپ صاحب، سردار عنایت اللہ گنڈاپور صاحب، اور اس کے علاوہ کاشف اعظم صاحب، رفعت اکبر سواتی صاحبہ، مظفر سید صاحب، محترمہ نسرین خٹک صاحبہ، محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ، حبیب الرحمان خان، انجنیئر حامد اقبال صاحب، شارہ راز حان، خالد وقار چمکنی، نگہت اورکزئی صاحبہ، محمد امین خان صاحب، عتیق الرحمان خان صاحب، سرفراز خان صاحب، قاضی اسد صاحب، عبدالماجد خان صاحب، اور اس طرح مولانا امان اللہ حقانی صاحب، اسرار اللہ گنڈاپور صاحب، سرفراز خان

صاحب، طاہر بن یامین صاحب، کاشف اعظم صاحب، قلب حسن صاحب، میرے بھائی قلندر لودھی صاحب، امیر رحمان صاحب، شوکت حبیب صاحب، مولانا عصمت اللہ صاحب اور اقلیتوں کی طرف سے بھی فلیکس صاحب، محمد ایاز خان، جمشید صاحب، طارق خٹک صاحب، سلمہ بابر صاحبہ، نرگس صاحبہ، غزالہ حبیب صاحبہ، مجاھد الحسینی صاحب، سلطانہ بخاری صاحبہ اور اس کے علاوہ بھی سید ظاہر علی شاہ صاحب، افتخار احمد جھگڑا صاحب، خلیل عباس، ڈاکٹر سیمین صاحبہ، تاج الامین جبل، مختیار علی صاحب، محترم پیر محمد صاحب، محترمہ آفتاب شبیر صاحبہ، محترمہ زرگل صاحب اور میرے اور بھی ایک دو ساتھیوں نے خطابات کئے ہیں۔ ایک دو تقاریر میں نے Miss کی ہیں لیکن بہر حال ان کے نوٹس بھی مجھے ملے ہیں۔ اس بجٹ سیشن کی تقاریر میں لوگ افغانستان گئے ہیں، بنگال بھی گئے ہیں اور اس طرح ترکی اور یورپ تک گئے ہیں اور جاپان تک بھی گئے ہیں اور تقریباً بجٹ تقاریر کے علاوہ بھی پوری دنیا کا سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے احاطہ کیا گیا ہے جو کہ ایک گریجویٹ اسمبلی کا خاصا اور شایان شان ہے۔ میں اس پر فخر کرتا ہوں کہ صوبہ سرحد کی اسمبلی نے بجٹ سیشن میں بھی اپنے اس اعزاز یعنی عزت، احترام اور وقار کو برقرار رکھا ہے اور میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی کہا ہے کہ اس ایوان میں جس رکن اسمبلی نے خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا خواہ اس کا تعلق حکومت کی بینچوں سے ہو، اس نے تنقید کی ہے یا بجٹ کی تعریف کی ہے، وہ اقلیتوں میں سے ہو یا خواتین میں سے ہو، جس نے بھی اچھی تقریر کی ہے، ہم اس کو انشاءاللہ محترم سپیکر صاحب کے ہاتھوں سے کسی مناسب موقعے پر ایک انعام دینگے اور یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ ہم کوالٹی کو، صلاحیت کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں، اس میں نکھار پیدا کرنا چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کی بینچوں سے تنقید بھی ہوئی ہے لیکن وہ تنقید جس طرح احترام کے الفاظ میں انہوں نے کی ہے، میں اس کی تعریف کئے بغیر، میں نے ایک ایک کو لکھ کر بھی دیا ہے، ۔۔(تالیاں) اس پر شاباش دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح تعریف سے، حوصلہ افزائی سے، صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، اس طرح تنقید سے بھی انسان کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور جس معاشرے میں حکمرانوں پر تنقید نہ ہو، حکمرانوں کا محاسبہ نہ ہو تو پھر حکمران ایک ایسے تباہی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں کہ پھر ان سے اٹھنا ان کا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب کوئی فرد اخلاص نیت کیساتھ تنقید کرتا ہے تو ہم اس کو ویلکم بھی کرتے ہیں، اس پر شاباش بھی دیتے ہیں اور اگر ہمارے

دامن پر واقعی کوئی داغ ہو تو اس کو دھونے کے اور ختم کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس ایوان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس صوبے میں بار بار حکومت کرنے کا موقع بھی دیا ہے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ پہلی بار حکومت میں آئے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ جو سینیئر پارلیمنٹرین ہیں یا جو سینیئر ہمارے لوگ ہیں، جنہوں نے پہلے حکومت کی ہے، ان کے تجربات سے، ان کے مشاہدات سے اور ان کی صلاحیتوں سے ہم استفادہ کر لیں اور مجھے کوئی شرم اس میں محسوس نہیں ہوتی ہے۔ جب میں کسی بڑے بھائی سے پوچھتا ہوں مختلف مسائل کے حوالے سے اور معاملات کے حوالے سے اور میں اس کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ میرے ان ساتھیوں نے بخل سے کبھی کام نہیں لیا ہے اور ہمیشہ ہماری رہنمائی کی ہے۔ میں بالکل یعنی Clearly یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کی بینچوں سے جو باتیں آئی ہیں، میں نے اور سیکرٹریٹ نے اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کو نوٹ کیا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ہم نے سنی ہیں اور سنی ان سنی کر دی ہیں بلکہ ان تمام تجاویز کی ہم نے Documents تیار کی ہیں اور آئندہ کے لئے اللہ نے جتنا بھی موقع مقرر کیا ہے ہم ان نکات کو، ان تجاویز کو اپنے لئے راہ عمل اور مشعل راہ بنائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس ایوان کا خاصا ہے کہ میرے ایک رکن اسمبلی جن کا تعلق ایم ایم اے سے ہے، شاہ راز خان، انہوں گلہ کیا ہے کہ اگر ہمیں اتنی ہی وقعت اور اتنی ہی احترام یا اتنا ہی حصہ ملتا، جتنا کہ اپوزیشن کو دیا گیا ہے تو تب بھی ہم خوش ہوتے، اس بات کی علامت ہے کہ یہاں جسطرح اظہار رائے کی آزادی ہے اور جس طرح بات کرنے کی آزادی ہے، اس کو کبھی بھی ہم Mind نہیں کرتے ہیں بلکہ اس پر ہم حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور یہ اختلاف رائے رکھنا ہی تو جمہوریت کا حسن ہے اور یہی جمہوریت کی برکت ہے اور جس معاشرے میں اختلاف رائے ختم ہو جائے وہاں گھٹن پیدا ہوتی ہے اور وہاں اس طرح زوردار دھماکے ہوتے ہیں جو سارے نظام کو تتر بتر کر دیتے ہیں۔ میرے دوستو! بجٹ پر میرے جن ساتھیوں نے تقاریر کیں ہیں، ان میں بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن میں ڈبلنگ تھی اور ایک رکن نے اگر کسی موضوع پر گفتگو کی ہے، پھر دوسرے رکن نے اسی موضوع پر گفتگو کی ہے تو میں نے اس کو ایک ہی اس میں لیا ہے، میں اگر ان افراد کا نام لینا چاہوں کہ جنہوں نے بجٹ کے علاوہ بھی ہمیں مستقبل کے حوالے سے بہترین تجاویز دی ہیں، انہوں نے اس پر ہوم ورک کیا تھا، نام لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اگر باقی لوگ یہ سمجھیں

کہ ہماری تقاریر کو زیادہ Weight نہیں دیا گیا، لہذا انفرادی انفرادی طور پر میں نے ان سے ڈسکس بھی کیا ہے اور میں نے ان سے عرض بھی کیا ہے کہ ان کو ذرا Sequence میں لیکر آپ ان تجاویز کو ہمارے حوالے کر دیں اور ہم اس پر بیٹھ کر انشاءاللہ مشاورت کرینگے۔ بجٹ کا آغاز محترم جناب بشیر احمد بلور نے کیا تھا اور انہوں نے جس طرف توجہ دلوائی تھی تعلیم کے لئے، سود پر خاموشی کے بارے میں، سرکاری زمین کی تقسیم کے بارے میں، حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کو اس وقت جو پیسہ صوبائی حکومت نے دیا ہے، یہ اب بھی کم ہے اور اس میں مزید دینا چاہیئے، اس لئے کہ ہمارے بہت سارے علاقے ایسے ہیں، جہاں اب بھی تعلیم کی سہولیات میسر نہیں ہیں لیکن Available سہولیات میں ہم نے پچھلے سال کی نسبت سے اس میں تقریباً 34 فیصد کا اضافہ کیا ہے اور 2624 ملین روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح جاریہ بجٹ میں بھی 11274 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ دونوں کا مجموعہ 13898 ملین روپے بنتا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں اگلے مالی سال کے لئے جو 9873 نئی آسامیاں پیدا کی جارہی ہیں، ان کے علاوہ طلباء اور طالبات کے لئے مفت کتب اور یونیفارم مہیا کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نتیجے میں جو ہمارے تعلیمی اداروں کا Drop out ہے، اسکا تناسب کم ہو جائے گا۔ لیکن بہر حال ان کی یہ توجہ، اب بھی میں مناسب سمجھتا ہوں اور اگر موقع ملتا ہے تو اس کو ہم مزید وہ بھی دیں گے اور اس کی طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے لیکن پوری دنیا میں یہ جو ایک تاثر تھا کہ تعلیم کی طرف اور خصوصاً بچیوں کی تعلیم کی طرف اور خواتین کی تعلیم کی طرف کم توجہ دی جارہی ہے اسلام میں، دین میں، تو ایم۔ ایم۔ اے کی حکومت کے حوالے سے نہیں، ہم نے پوری دنیا میں دین کے بارے میں جو پروپیگنڈہ ہوتا ہے، اس کے توڑ کے طور پر اور اپنی ضرورت کی بنیاد پر گزشتہ سے 34% اس میں اضافہ کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک تعلیم یافتہ قوم ہی معاشرے میں اور زمانے میں ترقی کر سکتی ہے اور جب تک ہمارے بچوں کے ساتھ بچیاں تعلیم یافتہ نہ ہو جائیں تو ایک مثالی گھرانہ نہیں ہو سکتا اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اگر آپ نے ایک بچی کو تعلیم دے دی ، ایک خاتون کو تعلیم دے دی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ایک پوری قوم کو تعلیم دے دی۔ اور اسلام نے بھی اس پر توجہ دی ہے لیکن ہٹلر نے بھی کہا تھا کہ اگر آپ مجھے ایک تربیت یافتہ خاتون دے دیں تو میں آپ کو ایک تربیت یافتہ قوم دے سکتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس طرف توجہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے

موقع دیا تو اس وقت جو طلباء اور طالبات کی تعلیم میں ان کی شرح تعلیم میں جو بہت بڑا فرق ہے، انشاءاللہ ہم اس کو کم از کم کریں گے اور ہم دنیا کو ثابت کر کے دیں گے کہ ہم اگر بچوں کو تعلیم دیتے ہیں تو بچیوں کو بھی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی اگر ایک بیٹا نعمت ہے تو نبی ﷺ مہربان نے فرمایا کہ بیٹی رحمت ہے تو ہم نعمت کے بھی قدر دان ہیں اور رحمت کے بھی قدر دان ہیں۔

(تالیاں)

میرے بھائی نے بہت اچھا نکتہ اٹھایا ہے اور سود کے حوالے سے جو انہوں نے فرمایا کہ اسلام نے حکم دیا ہے کہ سود کرنے والا اللہ اور اللہ کے رسول سے جنگ کرنا ہے تو انہوں نے قرآن کی آیات کو Quote کیا اور جس سے اختلاف تو ناممکن ہے اور اس پہ عمل کرنا، یہ ہم پر واجب ہے۔ لیکن اس وقت پوری دنیا جانتی ہے اور آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ گزشتہ حکومتوں نے جو ورلڈ بینک کے ساتھ اور دوسرے اداروں کے ساتھ معاہدے کئے ہیں، موجودہ حکومت بھی بتدریج یعنی اس کی پابند ہے لیکن سود کا جہاں تک مرحلہ ہے، اس کا خاتمہ ہمارا Moto ہے اور ہم اسمبلی میں ایک قرارداد بھی لائیں گے اور مرکز سے بھی ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ پورے پاکستان سے سودی نظام کا خاتمہ لے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ نئی بات بھی نہیں ہے کہ سود کے بغیر کوئی نظام نہیں چلتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ برطانیہ میں اور خود امریکہ میں بڑے بڑے بینکوں میں اور بڑے بڑے اداروں میں۔ اب غیر سودی Windows انہوں نے کھولے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اور جب ایک سال کے بعد اس کا تجزیہ کیا گیا تو منافع کے لحاظ سے یہ ان سے کم نہیں تھا جو سود کی بنیاد پہ چلتا تھا۔ اس لئے میں اپنی اس بجٹ سپیچ میں اس کو High light نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اگر آپ ایک کام کو ہوم ورک کی بنیاد پر کرنا چاہیں اور وقت سے پہلے اس کے بارے میں کوئی اعلان کر لیں تو مغربی دنیا اس طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور پھر طرح طرح کے دباؤ وغیرہ ہمارے ملک پہ وہ ڈالتے ہیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ ایک ہوم ورک کے ساتھ اس کام کو جاری رکھنے کی طرف توجہ دی ہے اور ہم ایک بار پھر یقین دلاتے ہیں اپنے محترم بھی کو کہ ہم انشاءاللہ بتدریج سود کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس میں انشاءاللہ ہم بالکل یکسو ہیں اور یہ ہمارے پروگرام اور منشور کا حصہ بھی ہے اور یہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم بھی ہے۔ میرے محترم

بھائی نے بجا توجہ دلائی ہے کہ پشاور کی ترقی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور میرے ایک اور فاضل رکن، شاہ صاحب نے بھی توجہ دلائی ہے۔ اپنی آخری تقریر میں جو انہوں نے کہا ہے کہ پشاور کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پشاور جو ہے، جس طرح کاشف صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ دل ہے صوبہ سرحد کا اور اگر دل توانا ہو تو یہ پورا بدن توانا رہے گا۔ اگر دل خوبصورت ہو اور صحیح اور صاف ہو تو پورا بدن صحیح اور صاف رہے گا اور اسی لئے ہر ملک میں جو بنیادی توجہ دی جاتی ہے تو وہ دارالخلافہ کو دی جاتی ہے۔ لیکن ہم نے جو آئندہ پروگرام بنایا ہے، اس میں یہاں خواتین یونیورسٹی اگر ہو تو پشاور میں ہو گی۔ گزشتہ دنوں سی۔ ایم صاحب مردان گئے تھے، وہاں ایک آدمی نے میرے خیال میں پچیس لاکھ کا ایک چیک اس بنیاد پر پیش کیا کہ آپ اس کو مردان میں شروع کر لیں لیکن مردان چونکہ پورے صوبے کے لئے Approachable نہیں ہے اور خواتین یونیورسٹی جو پھلی بار ہم قائم کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے پشاور ہی مناسب جگہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس دارالخلافہ کو، یعنی پشاور کو خواتین یونیورسٹی کے لئے مختص کیا ہے اور اگر ہم یہ علان کرتے ہیں تو یہ اعلان اس حکومت کا نہیں ہے بلکہ یہ اس اسمبلی کا اعلان ہے، جس میں میں بھی شامل ہوں، جس میں بلور صاحب بھی شامل ہیں، جس میں محترم شاہ صاحب بھی شامل ہیں، جس میں ہمارے کاشف صاحب اور حشمت صاحب اور آصف اقبال بھی شامل ہیں۔ اس طرح گرلز میڈیکل کالج بھی پشاور ہی میں ہو گا اور کہیں بھی اگر کوئی ادارہ قائم ہوتا ہے تو اسی جگہ کی معاشی Activities میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی علاقے کے لوگوں کو وہاں نوکری اور روزملتا ہے اور اسی کے نتیجے میں اس جگہ کی، زمین کی قیمت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور وہاں کے ماحولیات میں بھی بہتری آتی ہے اس لئے گرلز میڈیکل کالج بھی انشاءاللہ پشاور ہی میں ہو گا۔ میڈیکل یونیورسٹی بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو آپ لوگوں کا کارنامہ ہے کہ میڈیکل یونیورسٹی جو کہ گزشتہ حکومت کا بھی ایک Vision تھا لیکن اس حکومت نے اس کو اس سال با عمل کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور اس سے بھی انشاءاللہ پشاور ہی کو فائدہ ہو گا اور پورے صوبے کو ہو گا۔ اسی طرح Drug addicts کا جو سنیٹر ہے، وہ بھی پشاور میں قائم کیا گیا ہے وومن کرائسسز سنٹر بھی پشاور میں قائم کیا گیا ہے اور اس طرح مختلف سکیموں کے لئے پچھتر ملین روپے کی خطیر رقم بھی رکھی گئی ہے لیکن اب بھی میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہاں کی سڑکوں کے لئے، یہاں کی

Ongoing schemes کے لئے اور پشاور کو لاہور، کراچی اور کوئٹہ کی طرح ایک ترقی یافتہ شہر بنانے کے لئے مزید وسائل کی ضرورت ہے اور اس پر ہماری Vision ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ وعدہ ہے اور ان کے مشورے سے اس پہ کام جاری رہے گا۔

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ محترمہ سلمیٰ بابر، محترم اسرار اللہ گنڈاپور صاحب اور میرے بھائی مرید کاظم صاحب نے ڈی۔آئی خان کی ترقی کے حوالے سے بات کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پورے جنوبی اضلاع توجہ کے طالب ہیں اور وہاں ایک بہت بڑی زمین موجود ہے جس کو اگر ہم سیر اب کرنے کے قابل اور اس میں کامیاب ہو سکیں تو شاید باہر سے گندم منگوانے کی ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ بہر حال ڈی۔آئی خان میں کچھ ترقیاتی کاموں کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے۔ کم وسائل کی وجہ سے ان کے مطالبے کے مطابق ہم کچھ تو نہیں دے سکے ہیں لیکن پھر بھی Available وسائل کی بنیاد پہ ہم اس پہ توجہ انشاءاللہ دے سکیں گے۔ میرے بھائی گنڈاپور نے وہاں پینے کے پانی کی طرف توجہ دلائی ہے اور ٹیوب ویلز کی طرف توجہ دلائی ہے، ان کو بھی یاد ہو گا کہ جب وہاں سی۔ایم صاحب تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے وہاں اعلانات بھی کئے تھے۔ان کو گلہ ہے کہ ان اعلانات کو اگر عملی جامہ پہنایا جائے تو ایک بڑی حد تک وہاں ڈی۔آئی خان کے پانی کا حل ہو سکتا ہے۔اسی طرح یہاں رود کوہی کا جو سلسلہ ہے اور یہ پورے صوبے میں ایک واحد سسٹم ہے جو ڈی۔آئی خان میں موجود ہے اور میں نے بارہا اس کا تذکرہ سنا تھا لیکن جب تک میں وہاں خود نہیں گیا اور میں نے خود اس قدرتی نظام کو نہیں دیکھا تھا، میں اس کو پھلے نہیں سمجھتا تھا اس لئے کہ باقی علاقوں میں اس طرح کا سسٹم نہیں ہے۔ بہر حال اس سسٹم کو جو کہ بہت پرانا سسٹم ہے اور ایک کلچرل سسٹم ہے اور جس سے لوگ آشنا ہیں، اس پر توجہ دینا ضرورت بھی ہے اور ہم اپنے وسائل کے مطابق اس پر خرچ کرنے کے لئے Committed بھی ہیں مولانا عصمت اللہ صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، جنہوں نے بجٹ کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں کی ہیں جس پہ ہمارے محترم بزرگ اور ساتھی نے اعتراض بھی کیا تھا، بہر حال ایک فری سٹائل کشتی میں نے اس لئے کہا تھا کہ کوئی ترکی جاتا تھا یا کوئی بنگال اور افغانستان جاتا تھا، سب کو آزادی ہے۔ بہر حال انہوں نے بجٹ کی بحیثیت مجموعی تو تعریف کی تھی اور کوہستان کے حوالے سے انہوں نے توجہ بھی دلائی تھی۔ بہر حال وہ اس وقت موجود تو نہیں ہیں لیکن ان

کے نکات بھی ہم نے یہاں جمع کئے ہیں۔ میرے دوست جنہوں نے کتابوں کے حوالے سے اور اعداد و شمار کے حوالے سے عبدالاکبر خان نے گفتگو کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ مرکز کی کل آمدنی کے حوالے سے ہمیں مانگنا چاہئے جو کہ 680 بلین روپے بنتے ہیں، ہم نے معلومات کیں اور اعداد و شمار کو اکٹھا کیا اور میں کبھی کیلکولیٹر اپنے پاس نہیں رکھتا تھا لیکن اس مہینے سے ہمیشہ کیلکولیٹر میرے ساتھ ہوتا ہے۔ میں اس کا عادی بھی نہیں تھا لیکن اب اس کا عادی ہو گیا ہوں۔ بہر حال ٹیکسوں کے جو کل محاصل ہیں، وہ 510 بلین روپے ہیں اور آئین کی دفعہ 160 کے تحت یہ واجب ہے کہ ان میں سے صوبوں کو حقوق دیے جائیں اور اسی کی روشنی میں صوبوں کو ملتا ہے۔ بہر حال انہوں نے ٹیکنکل کالج کی طرف جو توجہ دلائی ہے اور اس کو محکمہ صنعت اور حرفت میں دکھانے کی بات کی ہے تو یہ گزشتہ حکومت نے کیا ہے۔ اس وقت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں عام تعلیم کے لئے 10978.829 ملین روپے کا بجٹ ہے جبکہ ٹیکنکل کالج کی تعلیم کے لئے 295.341 ملین روپے کا بجٹ ہے۔ جہاں تک محکمہ تعلیم میں آٹھ ہزار آسامیوں کے لئے بجٹ مہیا کرنے کی بات ہے تو اس کے لئے مناسب رقم بجٹ میں مہیا کر دی گئی ہے اور جیسے جیسے ضرورت پڑی تو انشاءاللہ یہ رقم ان کو مہیا کی جائے گی۔ جہاں تک انہوں نے صحت عامہ کے بجٹ کا تزکرہ کیا ہے تو سال کا نظرثانی شدہ بجٹ 2529.108 ملین روپے تھا جبکہ اگلے مالی سال کا بجٹ 2645.003 ملین روپے ہے۔ اس طرح گزشتہ کی بنسبت کل 4% کا اضافہ ہوا ہے اور اس میں محکمہ بہبود آبادی کی مختص رقم بھی شامل ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے پن بجلی کے خالص منافع کے حوالے سے بھی بات کی ہے۔ یہ میں بھی جانتا ہوں اور مجھ سے زیادہ میرے یہ بھائی جانتے ہیں کہ اس پہ قومی مالیاتی کمیشن کے طے شدہ فارمولے کے مطابق 11% کا اضافہ ہوتا ہے اور گزشتہ حکومتوں نے بھی اس کو اسی طرح Fallow کیا اور ہم نے بھی اسی طرح Fallow کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل آمدن جو مرکز سے ہمیں ملتی ہے، وہ آرٹیکل 160 کے مطابق ٹیکسوں ہی کی مد میں ہمیں ملتی ہے۔ انہوں نے ایک اشارہ کنٹریکٹ ملازمین کے بارے میں کیا اور مجھ پر ان کا یہ جواب باقی ہے بلکہ واجب ہے کہ اس کے حوالے سے میں وضاحت کرنا چاہوں کہ ان کنٹریکٹ ملازمین کے حوالے سے ہماری یہ Commitment ہے اور کیبنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو انشاءاللہ تمام مراعات دے گی۔ اس میں چھٹیاں بھی ہیں، اس میں ان کی

ترقی بھی ہے، اس ٹریننگ کی سہولیات بھی ہے اور اس میں Increments کی سہولیات بھی ہیں اور اس میں Contributory fund بھی ہیں۔ شکریہ جی، اوکے C.P Fund بھی ہیں یہ سب شامل ہیں سوائے پنشن کے اور اگر وسائل مہیا کئے گئے، اللہ تعالیٰ نے کرک میں یا شکردرہ میں یا کوہاٹ میں یا پشاور میں کچھ تیل کے ذخائر ہمیں دے دیئے، اس کے خزانے تو بڑے وسیع ہیں تو انشاءاللہ یہ دن بھی آئے گا کہ ہم یہ پنشن۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: یا اپنا حق پورا ملے۔

سینیئر وزیر: یا اپنا حق پورا ملے تو ان شاءاللہ یہ دن آنے والا ہے کہ ہم ان کو پنیشن بھی دینگے۔ بہرحال ہماری محبت ان کے ساتھ ہے، ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور یہ جو اس طرح بیچ دوراہے پہ کھڑے تھے اور کوئی آدمی ان کو کان سے پکڑ کر رات کے اندھیرے میں دفتر سے نکال سکتا تھا، اب اس طرح نہیں ہوگا، بلکہ ان کو تمام قانون مراعات اور قانونی تحفظات حاصل ہونگے۔ اسمبلی ان کی پشت پہ ہے، ہمارا پورا نظام ان کی پشت کی ہے، وہ قوم کی خدمت میں لگے ہیں اور میں حکومت کی طرف سے بھی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی تمام کنٹریکٹ ملازمین کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے ساتھ کوئی ناروا سلوک یا امتیازی سلوک انشاءاللہ نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے ایک بہت ہی پیارے دوست، جناب سکندر شیرپاؤ صاحب کے خیالات بہت اچھے تھے اور انہوں نے بہت ہی اہم نکتہ یعنی بجلی کے خالص منافع کی جو آمدنی ہے، اس کی طرف اشارہ دلایا تھا اور پھر اس کا تزکرہ بھی کیا تھا کی صوبائی حکومت نے ان کو Pursue کرنے کے لئے یا ان کے حصول کے لئے کماحقہ کوشش نہیں کی ہے۔ مجھے کچھ خوف سا بھی ہوا کہ انہوں نے آپس میں مشورہ تو نہیں کیا ہے کہ مجھے اور ہمارے صوبے کو یہ حق نہیں ملنا ہے لیکن نہیں میں ہمیشہ خوش فہمی، میں اچھا یقین رکھتا ہوں۔ انہوں نے اس طرح کوئی مشورہ نہیں کیا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا تو اب بھی یہ یقین ہے کہ بجلی کا منافع اس لئے ہمیں ملے گا کہ صوبہ سرحد کے عوام نے ایک آدمی کو منتخب کیا ہے اور وہ آج مرکز میں بیٹھا ہے تو اگر پچھلے سال ملنا تھا یا نہیں ملنا، اس سال تو انشاءاللہ یہ ضرور ملے گا (تالیاں) اور اگر شیرپاؤ صاحب کی موجودگی میں ہمیں اپنا منافع اور اپنا حق نہ ملے تو پھر کس کی موجودگی میں ہمیں ملے گا؟ اس لئے ان کے۔

جناب سپیکر: مولانا مجاہد صاحب! پلیز آپ Interference نہ کریں، مداخلت نہ کریں۔

سینیئر وزیر: اس لئے میرا خیال ہے کہ میرے بھائی نے توجہ دلائی ہے کہ یہ 298 ارب روپے نہیں ہیں بلکہ یہ اب 309 ارب روپے بنتے ہیں۔ میں ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور 298 ارب روپے تو گزشتہ سیشن میں تو، اب نیا سیشن ہے اور ہمارے قرضے میں اس پر اضافہ ہوا ہے اور اب وہ دیں یا نہ دیں بہر حال ہم 309 بلین روپے کے مالک ہیں۔ جو اس وقت مرکز کی جیب میں پڑے ہیں (تالیاں) اور ایک وقت آئے گا ان شاء اللہ کہ یہ ہمیں اور ہماری قوم کو اور ہماری زمین کو ضرور ملیں گے۔ اس پر میں یقین کرتا ہوں ایک بار پھر مجھے امید ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجلی کے حوالے سے آج یہاں ایم ایم اے کے مرکزی قائدین آئے ہیں، میں نے اس سے درخواست کی ہے کہ آپ سب مل کر اور آفتاب شیر پاؤ صاحب کو بھی اور جناب اسفندیار ولی خان صاحب کو بھی، ان سب کو لے کر وزیر اعظم صاحب سے ایک ہی نکتہ پر مذاکرات کر لیں اور وہ مذاکرات بجلی کی خالص منافع پر ہیں (تالیاں) حکومت جس کی بھی ہو، یہ تو آنی جانی چیز ہے لیکن بہر حال اگر ہمیں یہ منافع ملتا ہے تو ہم اس سے سڑکیں بنائیں گے، اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلائیں گے، اپنے بیماروں کی علاج کرائیں گے اور اپنے صوبہ میں صنعتی یونٹ لگائیں گے۔ بہر حال یہ ایک جدوجہد ہے اور جب تک یہ جدوجہد نتیجہ خیز نہ ہو جائے، ہماری اس اسمبلی کی جدوجہد جاری رہے گی اور میں بالکل اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ بجلی کے لئے خالص منافع کی جو جدوجہد ہے وہ ایم ایم اے کی نہیں ہے بالکل یہ اس پوری اسمبلی کی جدوجہد ہے (تالیاں) اور اگر اس کا کوئی کریڈٹ ملتا بھی ہے تو وہ درانی صاحب کا یا سراج صاحب کا یا کسی اور صاحب کا نہیں ہو گا، وہ پورا کریڈٹ ان شاء اللہ اس اسمبلی کو ملے گا، یہ اپوزیشن کو بھی اور اہل اقتدار کو ملے گا بلکہ نہیں اس سے بڑھ کر عوام کو ملے گا جنہوں نے ہمیں اس ایوان میں بیٹھایا ہے اور اس ایوان میں بھیجا ہے۔۔۔(تالیاں)۔۔جناب سپیکر سر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے، یہ صوبائی حکومت نے کیا ہے، کتنی اچھی تجویز ہے کہ اگر اس میں پندرہ کی بجائے سولہ فیصد اضافہ ہوتا تو اچھا ہوتا لیکن اس وقت جو ہماری چادر ہے اس کے مطابق ہم نے پاؤں پھیلانے کی کوشش کی ہے اور بہر حال اس وقت پندرہ فیصد ہم نے اس میں اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ محترم سپیکر صاحب! میرے ایک دو بھائیوں نے ہماری اس

طرف توجہ دلائی ہے کہ SAP-2 کے قسط کی وصولی کا سوال، میں یہ بھی Clearly عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے آتے ہی، جب ہماری حکومت قائم ہوئی تو لوگوں کا خیال تھا کہ اب یہ لوگ کیا کریں گے اور انہوں نے جو ہمارے ساتھ معاہدات کئے ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ ہم نے اسے Verbally زبانی طور پر بات کی کہ ہم ان تمام معاہدوں کی پابندی کریں گے، اس لیے کہ اسی میں ہماری عوام کی فائدہ ہے اور پھر وہ آئے، ہمارے ساتھ انہوں نے Discussion کی، ہمارے ساتھ ان کی نشستیں ہوئیں۔ ہم نے ہر طرح سے ان کو تسلی دلائی ہے کہ اس طرح کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ یہ عوام کی ایک نمائندہ حکومت ہے، یہ ایک ڈیموکرٹیک حکومت ہے، اگر آپ لوگوں نے غیر ڈیموکرٹیک لوگوں سے معاہدے کئے ہیں جن کی کوئی ضمانت نہیں ہے، جانے اور رہنے کا، لیکن یہ تو ایک ڈیموکرٹیک حکومت ہے یہاں تو ایک منتخب صوبائی اسمبلی موجود ہے اس لیے ہم ان معاہدات کو بالکل جاری رکھنا چاہیں گے۔ اور میرا یقین ہے انشاءاللہ کہ کوئی ادارہ اور ویسے بھی یہ جو ورلڈ بینک کا ادارہ ہے، یے تو ایک مالیاتی ادارہ ہے، یہ کوئی نظریاتی یا سیاسی ادارہ اس کو نہیں ہونا چاہیئے اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ لوگ صوبہ سرحد کے عوام کو نماز اور روزے پر سزا دیں گے یا ہماری پگڑیوں کیوجہ سے اور ہماری شلوار اور قمیض کیوجہ سے ہمیں سزا دیں گے بلکہ ہم Dealing کرنا چاہتے ہیں، معمولات کی بنیاد پر اور جو مہذب اور تھذیب یافتہ اور ترقی یافتہ قوموں کی طرح معاملات ہیں، ہم اسی سٹیج اور اسی صف میں انکے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انشاءاللہ مجھے اس پہ کوئی وہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی گڑبڑ آئے گی، یہ اسی انداز سے چلے گی جسطرح پھلے سے یہ چلتی آرہی ہے۔ میرے ایک فاضل رکن نے پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے بڑے دلچسپ انداز میں بات کی ہے اس کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ پراپرٹی ٹیکس کے بارے میں ہمارے اس صوبائی شوریٰ نے ایک صوبائی جرگے نے، اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی تھی اور اس میں ہم اس کے پابند ہیں اور ہم ہر اس چیز کا احترام کریں گے جس پہ ہماری صوبائی اسمبلی یکسو ہے لیکن بتدریج کے ساتھ ہم اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور بتدریج کے ساتھ عوام کو ریلیف دینا چاہتے ہیں اور بتدریج کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس میں بھی ہم پھلے ان لوگوں کو لیں گے جو بہت ہی غریب ہیں، جن کی پراپرٹی بہت ہی کم ہے اور آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ دیا ہے اور جن کے پاس اس وقت بہت زیادہ پراپرٹی موجود ہے۔ میں یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بجٹ ہے، آپ جانتے ہیں کہ پانچ، چھ مہینے ہو گئے ہیں کہ ہم نے اختیارات سنبھالے ہیں، اختیارات کیا ہیں بلکہ ذمہ داری ہم پہ آن پڑی ہے اور باقی دنیا میں یہ بجٹ سارے سال کی ایک مشق ہوتی ہے۔ ہم بالکل برملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ اس میں مزید ہمیں مشاورت کرنی چاہیئے تھی، اس میں ہمیں چیمبر اف کامرس والوں سے، اس میں ہمیں تاجر برادری سے اس میں ہمیں صحافیوں سے، اسمیں ہمیں تمام جو معاشرے کو Lead کرتے ہیں، سیاسی قیادت سے ہمیں مذاکرات اور مباحثے اور مشاورت کرنی چاہیئے تھی لیکن شاید تین چار مہینوں میں یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ لیکن اس فلور پہ آپ لوگوں سے یہ Commitment کرتا ہوں کہ انشاءاللہ مستقبل میں جو بھی ہمارے پروگرام بنتا ہے تو اس میں ہم سب شریک کریں گے۔ اسمبلی کے اندر بھی اور اسمبلی کے باہر بھی جو سیاسی قیادات ہے۔ میں شہزادہ گستاسپ جو اسوقت موجود نہیں ہیں، انہوں نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کہ یہ جو صوبائی بیت المال ہے، یہ جو قوم کا فنڈ ہے، یہ کسی پارٹی کا نہیں ہے، یہ کسی فرد کا نہیں ہے، اس پہ سب کا حق ہے۔ ہر علاقے کا حق ہے اور میں اس کے ساتھ سو فیصد اتفاق رکھتا ہوں۔ اس لیے اگر عجلت میں یا کم وقت جو ہمیں ملا ہے، اس میں اگر مشاورت میں کوئی کمی رہ بھی گئی ہے تو انشاءاللہ ہم اس کو آئندہ کے لئے پورا کریں گے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب امان اللہ حقانی صاحب جو اسوقت موجود نہیں ہیں، ماشاءاللہ انہوں نے جو بجٹ پہ تقریر کی اور تنخواہوں کے حوالے سے بات کی اور صحت کے حوالے سے بات کی ہے، اب چونکہ نہیں ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ ہم نے گزشتہ سے چار فیصد صحت کے بجٹ میں اضافہ کیا ہے اور تنخواہوں کے بجٹ میں اس سے زیادہ اضافہ کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں تھا۔ جہاں تک پولیس کے بجٹ میں کمی کا تعلق ہے تو موجودہ مالی سال کا بجٹ اس وجہ سے زیادہ لگتا ہے کہ اس میں گاڑیوں کی خریداری کے لیے اور تین سو سپائیوں کی آسامیوں کے لیے رقوم مہیا کی گئی تھی اور اس طرح جہاں تک اقلیتی امور کے حوالے سے مسجد کی تعمیر کا ذکر جو میرے خیال میں ڈاکٹر سلیم صاحب نے بھی کیا ہے اور ہمارے ایک دو اور ساتھیوں نے بھی کہا ہے اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک پورا ادارہ ہے اوقاف کا، وہ مذہبی امور کا بھی ہے، اقلیتی امور کا بھی ہے اور حج آفیسرز کا بھی ہے، اس لیے انہوں نے اگر مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا بھی ہے تو اس لیے کہ وہ اوقاف کا ادارہ صرف اقلیتوں کا بھی نہیں ہے لیکن

اقلیتوں کے لیے ان کے قبرستان کے لیے، ان کے عبادت خانوں کے لیے وسائل مہیا کرنا یہ حکومت پر فرض ہے، یہ حکومت پر لازم ہے اور ہم نے میرے خیال میں جو اے ڈی پی میں فنڈز دیئے ہیں، ان کو بھی خاص Relaxation دی ہے کہ آپ اس میں قبرستان کے لیے زمین لینا چاہیں باقی حضرات کے لیے بھی تو اس لیے ہم نے ان کو اجازت دی ہے۔ یہ ہماری رفعت اکبر صاحبہ نے بھی PFC ایوارڈ کے حوالے سے بات کی ہے۔ صوبائی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے تحت ضلعوں کو تنخواہ کے علاوہ بجٹ منتقل کیا جارہا ہے جس کی رقم مالی سال 04-2003ء کے لیے ایک ہزار ایک سو ننانوے 1199 ملین روپے ہے جبکہ تنخواہ کا بجٹ 13047 ملین روپے صوبائی حکومت کے پاس رہے گا۔ ضلعوں کو 2.5 فیصد اضافی جی ایس ٹی جو کہ مرکز سے 885 ملین روپے وصول ہوئے تھے جبکہ ضلعوں کو ترقیاتی کاموں کے لیے 963 ملین روپے مالی سال 04-2003 کے دوران مہیا کئے جائیں گے۔ زکوۃ اور عشر کے بارے میں انہوں نے توجہ دلادی ہے کہ یہ مرکزی سبجیکٹ ہے لیکن ان سے ہمارا بالکل اتفاق ہے کہ یہ مرکزی سبجیکٹ ہے لیکن جو صوبوں کو ملتا ہے یا صوبے کے ذریعے تقسیم ہوتا ہے، ہم نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن برسر اسمبلی میں اس کا بھی تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے صوبے میں عشر اور زکوۃ کے لیے ایک علیحدہ سروے اور ایک علیحدہ Feasibility کے بارے میں ایک ہوم ورک شروع کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم صوبائی اسمبلی کی اس قرارداد پر عمل کرتے ہیں جس میں مکمل طور پر اپرٹی ٹیکس ختم کیا جاتا ہے تو ہمارے صوبے کو چلانے کے لئے ایک متبادل نظام موجود ہو اور وہ نظام زکوۃ ہی کا ہو سکتا ہے، عشر ہی کا ہو سکتا ہے۔ اسوقت چونکہ بینکوں سے باہر بھی ارب ہا روپے موجود ہیں جو لوگ بینکوں میں نہیں رکھتے ہیں، تو وہ روپے اگر ہمیں ملیں اور اس طرح عشر کا جو سسٹم ہمارے ایک دو بھائیوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جمشید صاحب نے ذکر کیا تھا کہ ملاکنڈ میں یہ سسٹم پہلے سے معروف ہے اور لوگ اس کے عادی ہیں ہم جلدی میں یا عجلت میں کوئی اس طرح کام نہیں کرنا چاہتے ہیں لہذا ہم ایک مکمل ہوم ورک کے بعد ان ساری تجاویز کو اسمبلی کے اندر لائیں گے۔ آپ لوگوں سے Discuss کریں گے اور جب مکمل اطمینان اور یکسوئی ہو جائے تو اس نظام کو اپنے کی کوشش کریں گے۔ میرے کچھ ساتھیوں نے مجھے بتایا ہے کہ اسوقت پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کی صورت میں ہمیں جو چیز ملتی ہے اگر ہم نے عشر کا وہ نظام اپنایا تو اس سے اگر اس وقت میں تین ارب روپے ملتے ہیں تو عشر کے

اس محدود سروے جو ہم نے کیا ہے، اس سے ہمیں ساڑھے پانچ ارب روپے بنیادی طور پر آسانی سے مل سکتے ہیں، ویسے بھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ ٹیکس دینا نہیں چاہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو حکومت پر یا نظام پر انکو یقین نہیں ہوتا ہے کہ یہ دوبارہ عوام پر خرچ ہوتا ہے اور ٹیکس چھپانا یا ٹیکس نہ دینا، ایک صلاحیت لوگ سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم اپنی حکومت پر عوام کا اعتماد بحال کر سکیں اور اگر ہم یہ یقین دلا سکیں کہ پیسہ ان پر خرچ ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ زکوۃ اور عشر اور ٹیکسوں سے بڑھ کر لوگ ہمیں پیسہ دیں گے تاکہ عوام پر دوبارہ خرچ ہو جائے۔ بہر حال یہ ایک Feasibility اس کیا بھی بنانا ہے۔ اس پر کام مزید کرنا ہے۔ میرے بھائی مظفر سید نے ذکر کیا ہے، اسوقت وہ بھی موجود نہیں ہیں، سیاحت کے حوالے سے، تو یقینی بات یہ ہے اور باقی دوستوں نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے، نسرین خٹک صاحبہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا تھا کہ یہ جو سیاحت ہے، جو ہمارے صوبے کا ایک واحد اچھی آمدنی کا ذریعہ ہو سکتا ہے، اس کے لیے بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں، بہر حال پانچ کروڑ روپے اس کے لیے مختص کئے گئے ہیں اور یہ گزشتہ سیشن سے زیادہ ہیں۔ بہر حال صوبہ سرحد کو اللہ تعالی نے اگر معدنیات سے بھی نوازا ہے اور اس پر ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے حسن میں نکھار پیدا کر کے دوسروں کے لیے باعث پر کشش نہ بنا سکے۔ ایک تو یہ امن وامان قائم کرنا ہے اور دوسری طرف کالام اور گمبراٹ اور اس طرح شاہ صاحب جو اسوقت موجود نہیں ہیں، وہ کیا نام ہے اس کا، جھیل سیف الملوک جسے کہتے ہیں، کاغان ویلی تک۔

ایک آواز:۔ شوگران۔

سینیئر وزیر :۔ شوگران میں تو ہوٹل ہے، ناران ہوٹل ہے، میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ خدارا اس سنجیدہ اسمبلی اجلاس کے بعد کوئی پروگرام اگر آپ بنا سکیں تو جو لوگ پہلے وہاں گئے ہیں، ہم جیسے نئے لوگوں کو بھی وہاں لیجائیں۔۔۔(تالیاں)۔۔۔ تو اس سے علاقے کے۔

ڈاکٹر سیمیں محمود جان :۔ سی ایم سامنے ہیں۔

سنئیر وزیر :۔ بہت شکریہ جی۔ اچھا ان شاءاللہ اس کے لیے پانچ کروڑ روپے ہم نے رکھے ہیں۔

ہماری محترم بہن نسرین خٹک صاحبہ نے خسارے کا بجٹ اسے قرار دیا ہے اور باقی دوستوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ اس میں 17 ارب روپے جو رکھے گئے ہیں تو، اور نگہت صاحبہ نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سیشن میں بھی 15 ارب روپے اسی طرح رکھے گئے تھے اور اس وقت وہ بجٹ خسارے کا تھا لیکن بہترین مینیجمنٹ کی وجہ سے سال کے آخر میں وہ خسارے کا بجٹ فاضل بجٹ بن گیا اور اب بھی ہمارا یہی یقین ہے کہ اگر ہم اس طرح اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کریں اور اپنی ان مدات میں جو زیادہ Fruitful نہیں ہیں۔ پیسہ انہی میں ڈالیں تو انشاءاللہ یہ جو فاضل بجٹ ہم نے بنایا ہے یہ سیشن کے اختتام تک فاضل رہے گا۔ میرے ایک دو ساتھیوں نے اس وقت محترم عنایت اللہ خان گنڈا پور صاحب موجود نہیں ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ یہ وزراء کی تنخواہ انہوں نے کم کیا کی ہے یہ تو ان کو جرمانہ کیا ہے ایک تو یہ نہیں بتایا کہ کس بنیاد پر ہم نے ظفر اعظم صاحب کو اور دوسروں کو جرمانہ کیا ہے؟ کوئی اس طرح کی جرمانے کی بات نہیں ہے ہم نے ایک Symbol کے طور پر آغاز کیا ہے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کم از کم پہلے یہ بسم اللہ کر لیں اور اس کے بعد وزراء اور جس طرح شاہ صاحب نے آج بھی تھوڑا بہت اعلان کیا ہے کہ آئندہ کے لئے، اور ہم یہ تمام اداروں میں اور میں بالکل Clear کرنا چاہوں گا کہ صوبائی وزیر خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیشن بنایا ہے تاکہ وہ حکومت کے ان شعبہ جات کو دیکھے کہ جن میں ہم کمی کر سکتے ہیں، جن پر ویسے ہی حکومت کا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔، جن سے فائدہ عوام کو نہیں، یعنی فائدہ ڈائریکٹ عوام کو نہیں پہنچتا ہے اور اس طرح کی بے شمار ہماری چیزیں موجود ہیں جن کو اگر ہم کنٹرول کر سکیں تو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایک پرانا سسٹم ہمیں ملا ہے۔ اور پرانے سسٹم کو اگر آپ چھیڑتے ہیں تو اس سے جن لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے، وہ بالکل بھڑک اٹھتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں اور پھر وہ کہتے ہیں کہ اچھا یہ کیسے اسلام ہے۔ کہ اس میں آپ نے ہم سے یہ چیز بھی چھین لی، یہ چیز بھی چھین لی اس لئے کہ لوگ لینے کے عادی ہیں، دینے کے عادی نہیں ہیں لیکن بہر حال جس طرح ہمارا وژن ہے اور جس طرح ہمارا جذبہ ہے، ہم ایک دو تین مہینوں میں اس قابل ہو سکیں گے کہ ہم ایک مکمل رپورٹ بنا کر اپنے اس جرگے میں پیش کریں کہ ہم ان، ان شعبہ جات میں غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ غزالہ حبیب صاحبہ نے اپنے علاقے کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ محترم محمد امین صاحب جو اس وقت

شاید موجود ہیں، انہوں نے گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کا خرچہ کم کرنے پر زور دیا ہے اور انہوں نے تو، لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے صرف دو اداروں، گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے خرچے کو کم کرنے کے بارے میں بات کی ہے لیکن ہمارا یہ جو کمیشن ہوگا، یہ ان گھروں کے علاوہ، ان تمام گھروں کے بارے میں جو اس صوبے میں موجود ہیں، رپورٹ تیار کرے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ انشاءاللہ جب ہم فیصلہ کریں گے تو کوئی وڈا آدمی یا عام آدمی اس میں رکاوٹ بنے گا۔ میرا خیال ہے انشاءاللہ کہ سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ صاحب اس کے لئے تیار ہوں گے اور پھر باقی لوگ اس کے لئے تیار ہوں گے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ترجیحات میں جس طرح بجٹ سے ظاہر ہے، تعلیم، صحت اور خواتین کی بہبود و ترقی سر فہرست ہے۔ اس کا اظہار ہمارے بجٹ سے بھی ہوتا ہے اور اس کا اعتراف ہماری بہنوں نے بھی کیا ہے اور ہمارے بھائیوں نے بھی کیا ہے اور اس کا اعتراف ہماری اپوزیشن نے یعنی میں اعتراف کرتا ہوں کہ جو اچھے نکات تھے، اپوزیشن نے اس کے اعتراف میں اور اس کی خوبیاں بیان کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان کے قدردان بھی ہیں۔ بہر حال ہم نے اپنی طرف سے کوشش کی ہے کہ اس کو ایک متوازن بجٹ بنایا جائے۔ میں یہ خشک تقریر جو ہے، اس میں آپ لوگوں کو مزید تھکانا نہیں چاہتا لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہم پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کی Reorganization کرنا چاہتے ہیں اسلئے کہ باہر سے جو پیسہ ملا ہے، اس میں گذشتہ سیشن میں کچھ پیسہ ایسا ملا ہے جو باقی رہ گیا ہے یعنی کماحقہ انداز میں پورا خرچ نہیں ہوا۔ اگر ہم وہ پورا خرچ کر لیتے تو اس سے ہماری Efficiency میں اور اضافہ ہوتا اور باہر کے اداروں کا اعتماد اور بھی ہم پر بڑھ جاتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے تین چار مہینوں میں یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ پورے سال کا ایک منصوبہ تھا جس پر پوری طور عمل نہیں ہوا ہے اور جس کا اظہار Budget speech میں بھی کیا گیا ہے لیکن بہر حال ہم نے اس ڈیپارٹمنٹ کو مزید آرگنائز کرنے اور اس کو مانیٹر کرنے کا ایک پروگرام بنایا ہے۔ جناب شاہ راز خان نے اشارہ کیا تھا کہ یہ جو جھوٹ کا کلچر ہے، میں زیادہ اس سے اتفاق شاید نہیں کروں گا لیکن سرکاری ملازمین کے میڈیکل بلز کو جو پہلے وہ علاج کرواتے تھے پھر بل لیکر دفتروں کا طواف کرتے تھے تو اس نئے بجٹ میں ہم نے ان کو اس سے نجات دلائی ہے اور ہسپتال میں علاج ہوگا اور ہسپتال ہی حکومت کو بل بھیجیں گے اور

حکومت ہسپتال کو دے گی بجائے اس کے کہ افراد خود دفتروں کے چکر لگائیں۔ میں آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے ہمارے بعض دوستوں نے اور ساتھیوں نے اپنا اظہار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی زیادہ تر تفصیلات رکھوں لیکن بالکل ہم آپ کے بھائی ہیں یعنی تنقید کرنا اور مخالفت کرنا، اس پر ہم پریشان نہیں ہوتے لیکن جب آپ ترقیاتی بات کرتے ہیں، قلب حسن اگر اپنی حلقے کی بات کرتے ہیں، شاہ صاحب اگر اپنے حلقے کی بات کرتے ہیں، قلندر لودھی اگر اپنے حلقے کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر کے لئے ہم سے قالین مانگتے ہیں یا اپنے گھر کے لئے چارپائی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حجروں میں ہر چیز مہیا کی ہوئی ہے، وہ عوام کی بات کرتے ہیں، عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں اور جب وہ یہ بات کرتے ہیں تو وہ حقیقت میں ایک ممبر کی حثیت سے، اسمبلی ممبر کی حیثیت سے اپنا حق ادا کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو جاری منصوبہ جات تھے اس میں، جاری منصوبہ جات کے لئے کل مبلغ 1579 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سب سے زیادہ رقم 290 ملین روپے ضلع پشاور کو، دوسرے نمبر پر 185 ملین روپے ضلع بنوں کو اور تیسرے نمبر پر 115 ملین روپے ضلع مردان کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس طرح نئے منصوبوں میں سب سے زیادہ پیسہ 415 ملین روپے ضلع مردان کے لئے جبکہ دوسرے نمبر پر ضلع پشاور اور تیسرے نمبر پر بنوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح امبریلا پراجیکٹ میں سب سے زیادہ رقم ضلع کرک کے لئے، دوسرے نمبر پر ضلع ہنگو کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح بیرونی امداد کے تحت جو پراجیکٹس چل رہے ہیں ان میں جو AFAD ہیں، یہ ایک پراجیکٹ ہے جو کہ ضلع دیر پایاں اور بالا میں ہیں، بیرونی امداد کے تحت یہ منصوبے چلتے ہیں۔ اس میں 539 ملین روپے ضلع دیر اپر کے لئے اور 455 ملین روپے ضلع دیر لوئر اور 351 ملین روپے مالاکنڈ ایجنسی کے لئے ہیں۔ ضلعی ترقیاتی پروگراموں کی تقسیم جو ہے وہ صوبائی مالیاتی کمیشن کے فارمولے کے مطابق 50% آبادی پر ہوئی ہے، 25% عدم موجودگی Infrastructure پر ہوئی ہے اور اس طرح 25% غربت کی وجہ سے تقسیم ہوئی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ رقم 72 ملین روپے ضلع پشاور کو ملے ہیں، 66 ملین روپے ڈی آئی خان کو ملے ہیں اور 56 ملین روپے ضلع مردان کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ضلع ڈی آئی خان اور ٹانک کے بارانی ایریا ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ میں ابھی

عدم شمولیت کی بات، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک خشک سالی سے بحالی کے پروگرام اور جو ڈیرہ ہے، اس میں ایک کثیر رقم فراہم کی جا رہی ہے۔ ڈی آئی خان میں چشمہ رائٹ بینک کینال پراجیکٹ اور ضلع ٹانک میں گومل زام ڈیم کے منصوبہ جات بھی شامل ہیں لیکن میں بڑا Clear ہوں اس بات پر کہ جس طرح میرے بھائی خلیل عباس صاحب نے مجھے ایک نام دیا تھا، وہ گاؤں کا نام "ماسم خیل" ہے اور اس طرح اور بھی بہت سارے ماسم خیل جیسے علاقے موجود ہیں، میں چاہوں گا کہ اس بجٹ کے بعد بھی جولائی کے مہینے میں ہر ضلع کے جو ہمارے ممبران ہیں، ان کے ساتھ ہم مل بیٹھ کر مشورہ کر لیں اور جس طرح آپ شرافت سے، احترام سے، عزت سے ہمارے ساتھ اس ایوان کو چلا رہے ہیں، بخدا میں تو، سی ایم صاحب موجود ہیں، ان کی اجازت سے، ان کے مشورے سے اور ان کی اعانت سے، میں یہ اعلان کرنا چاہوں گا کہ ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں، ڈسکشن کرنے کے لئے تیار ہیں اور جو وسائل ہیں جہاں پر ان کی ضرورت ہے، اس کو خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ویسے پشتو میں لوگ کہتے ہیں کہ ایک آدمی راستے پر جا رہا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، اس نے ایک آدمی کو دکھایا کہ آپ یہ خط مجھے پڑھ کر سنائیں۔ اس آدمی نے بڑی پگڑی باندھی ہوئی تھی تو اس نے کہا کہ میں تو نہیں پڑھ سکتا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ "چې دومره غټ پټکے د وهلے دے او خط نه شے لوستلے" نو هغه هغه پټکے راواغستو او د هغه په سر باندې ئے کیښودو چې ځه ته ئے پخپله واخله نو زما کله نه کله دا زړه غواړی چې دا پټکے مے پداسې د سړی په سر کیښودے وے چې ځه ته ئے واخله او ته ئے پخپله دا شے تقسیم کړه خو ان شاء الله (تالیاں) زه درسره دا وعده کو چې د عدل او د انصاف په بنیاد باندې د ورورولئی او د مینے او د محبت په بنیاد باندې د اپوزیشن د ملګرو هم ګیره شکایات دی، خپله د ایم ایم اے د ملګرو هم ګیر شکایات دی، د هغې وجه دا ده چې یو انار او سو بیمار خو بهر حال د چترال نه واخله تر ډی آئی خان پورے او دغه د خیرآباد د پل نه واخله تر هغه د ترچ میر د سر پورے دا ټول زمونږ عوام دی، دا ټولے زمونږ حلقے دی۔ دا ټول تګی زمونږ تګی دی، دا ټول بیماران زمونږ بیماران دی او دا ټول چې چا سبق نه دے وئیلے دا زمونږ دی۔ دلته که غریب دے نو هم مونږه پرے بد بنکارو، او که دلته که یو سړے بیمار دے او په هسپتال کښ ورته علاج نه ملاویږی نو هم مونږ پرے بد

ښکارو۔ زه د دې خبرے اعتراف کوم چې اګرچې د ایم ایم اے حکومت دے او زمونږه څه عددی برتری به وی خو تر څو پورے چې د دې ټول ایوان ټول صلاحیتونه ټولے مشورے زمونږ زمونږ په پشت باندې نه وی نو کیدے شی چې مونږ خو په څه وخت خو به تیر کړو لکه څنګه چې هر حکومت وقت تیروی خو په خدائے چې دلته هیڅ انقلاب معاشی طور، سیاسی طور، سماجی طور نه شے راوستے او زه به دا خبره بیا یو ځل عرض کوم چې مونږ په مرکز پسے یا مونږ په بلوچستان او په سندھ پسے ، مونږ په لاهور پسے د تلو په ځائے باندې، مونږ د ے قوم ته خدائے دا خوبی راکړےده چې مونږه دا ټول پاکستان په ځان پسے اوچلوؤ، مونږ لیډنګ اوکړو، مونږ د دنیا قیادت اوکړو، مونږ بهترین روایات اورکړو او څنګه چې دا خبره مشهوره ده چې پښتون قوم یو لوئے قوم دے، یو عظیم قوم دے ، یو بهادر قوم دے ، یو مهمان نواز قوم دے ، یو جرات مند قوم دے ، نو مونږه دا غواړو چې مونږ په اسمبلئی کښ د دې خبرے اظهار هم اوکړو او دے ټول قوم ته دا پیغام ورکړو او په آخره کښ به زه زیاتے اوکړم که د هغه خلقو ذکر اونکړم کوم چې زمونږ خویندے دی او زمونږ سره په دې اسمبلئ کښ ناستے دی، که هغه دواړه طرف ته ناستے دی۔ زه وایم چې په کوم بهترین انداز کښ هغوی په حدود کښ د ننه په دې بجټ باندې د خپلو خیالاتو اظهار کړے دے او زمونږ سره ئے په ټولو معاشی او سیاسی او سماجی سرګرمیوں کښ حصه اغستے ده، زه خصوصی طور د هغه ټولو په هغې باندې شکریه ادا کوم بهر حال دا هغه خبرے وے چې په دې وخت کښ ما ستاسو په مخکښ کیښودلے۔ زه د ټول ایم ایم اے د ممبرانو، د اپوزیشن د ټول قیادت او د ټولو ممبرانو او د خویندو او د اقلیت د ممبرانو یو ځلے بیا ډیره شکریه ادا کوم او د سپیکر صاحب شکریه ادا کوم چې دومره ډیر زیات وخت ئے ما له راکړو او ډیر په توجه سره ئے مونږه واؤریدو۔ وآخِرُالدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب *محمد مجاهد خان الحسینی*: پوائنټ آف آرډر۔ جناب سپیکر صاحب! زه ستاسو په واسطه۔۔۔۔

جناب سپیکر: *معزز اراکین اسمبلی!۔۔۔۔*

جناب محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: بس اجازت نشتہ۔ معزز اراکین اسمبلی! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پروگرام کے مطابق کل مورخہ 24-06-2003 سے لیکر 26-06-2003 تک مطالبات زر بابت بجٹ 04-2003 پر بحث ہو گی اور کٹوتی کے تحاریک بھی پیش کی جائیں گی، لہذا اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے مذکورہ تاریخوں کے لئے ایک ہی ایجنڈا تقسیم کیا گیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہی ایجنڈا مذکورہ تاریخ پر اپنے ساتھ لائیں تاکہ آسانی ہو، شکریہ۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 09:30 am of Tuesday morning.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 24 جون 2003ء صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)